صداقت کی مظلومی

رات اور زلف کا یہ افسانہ   قصہ کوتہ، بڑی کہانی ہے

صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ نہیں ہے، اس پر آزمائش وابتلاء کے ایسے ایسے ہلاکت خیز وقت آئے ہیں جب خدا کی زمین پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں نشیمن نہ تھا لیکن باوجود اس کے سچ سچ رہا اور باطل باطل صداقت اپنے حامیوں کی کثرت وقلت اور استقامت وتزلزل سے ہمیشہ بے پروا رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ تمہارے پاس اس لیے نہیں آتی کہ تمہاری محتاج ہے، بلکہ اس لیے کہ تم اس کے محتاج ہو۔ اگر تم نے اپنے تیئں اہل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گی اور کسی اور مستقل دل کو اپنا نشیمن بنائے گی۔

(مضامین ابوالکلام آزاد، ۲، بدرالحسن، صفحہ ۳۰۱)

حق وصداقت کی فتحیابی:

حق وصداقت اور اللہ کا پیغام دعوت ہر حال میں فتحیاب ومنصور ہوتا ہے، اور باطل وضلالت کے ساتھ دنیوی طاقتوں کا خواہ کامیابیاں خواہ کتنا ہی اسے مغرور کریں لیکن بالآخر وہ خاسر ونامراد ہی ہوتی ہے۔ کتنا ہی سازوسامان ہو اور عارضی ووقتی

(مضامین ابوالکلام آزاد، حصہ چہارم، صفحہ ۳۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يد الله على الجماعة

حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

ماہنامہ

الجماعة

خصوصی شمارہ

نومبر ۲۰۱۶ء / صفر ۱۴۳۸ھ

سرپرست عبدالسلام سلفی

مدیر مسئول سعید احمد بستوی

مدیر محمد مقیم فیضی

نائب مدیر عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

مجلس ادارت

- عنایت اللہ مدنی
- عبدالواحد انور یوسفی
- عبیداللہ سلفی
- عبدالمعید مدنی (مہسلہ)
- عبدالجبار سلفی
- ڈاکٹر عبدالمبین خان

بدل اشتراک......فی شمارہ: 15 روپے • سالانہ: 150 روپے

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو-ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.

Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com

نگارشات

حلقۂ قرآن	درس قرآن	محمد ایوب اثری	3
اداریہ	مسلم پرسنل لاء اور ملک کا موجودہ ماحول	محمد مقیم فیضی	5
فضائل ومسائل	ماہ صفر اور عقیدۂ نحوست	ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی	13
خصوصی مضمون	عالم عرب وعجم کی عظیم المرتبت شخصیت...	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	17
عقیدہ ومنہج	اللہ تعالیٰ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں	محمد مقیم فیضی	22
بحث وتحقیق	کیا امیر معاویہ، ان کے بھائی اور والد پر...	کفایت اللہ سنابلی	27
ایمانیات	استقامت: فضائل اور رکاوٹیں	ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی	31
گوشۂ خواتین	اسلام قبول کرنے والی لڑکیوں اور بیٹیوں کی شادی...	ابوابراہیم کمال الدین سنابلی	35
مسائل شرعیہ	فقہ وفتاویٰ	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی	38
خصوصی رپورٹ	جمعیت کی سرگرمیاں	دفتر صوبائی جمعیت	40
آئینۂ جمعیت وجماعت	جماعتی خبریں	دفتر صوبائی جمعیت	47

حلقۂ قرآن

درس قرآن

محمد ایوب اثری

(وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) (الاعراف: ۱۳۱-۱۳۰)

ترجمہ: اور ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی اور پھلوں کی کم پیداواری میں مبتلا کیا تا کہ وہ نصیحت قبول کریں سو جب ان پر خوش حالی آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے یاد رکھو کہ ان کی نحوست اللہ کے پاس ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ کے ذریعہ ایک غلط عقیدے کی تردید فرمائی ہے مزید وضاحت ایک لمبی حدیث کے ذریعہ جسے شیخین نے صحاح میں نقل فرمایا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول ﷺ لا عدویٰ ولا طيرة ولا هامة ولا صفر فقال اعرابی يا رسول الله فما بال الإبل تكون فی الرمل كا نهاالظباء فيخا لطها العبير الاجرب فيجر بها فقال رسول ﷺ فمن اعدی الاول" (بخاری ومسلم وابوداؤد)۔

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بیماری کا کسی دوسرے کو لگ جانا، بدشگونی لینا، اور اُلو کا منحوس ہونا، اور ماہ صفر کو منحوس سمجھنا کوئی چیز نہیں ہے آپ ﷺ کے اس فرمان کو سن کر ایک صحرانشین نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر بیماری کا کسی دوسرے کو لگ جانا کوئی چیز نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ اونٹ کے ریوڑ صحرا میں رہتے ہیں وہ اس طرح صاف ستھرے اور نشیط ہوتے ہیں گویا کہ ہرن ہیں لیکن ان میں ایک ایسا اونٹ شامل ہوجاتا ہے جو جرب یعنی خارش کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو پورے ریوڑ کو خارش زدہ کردیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو یہ بتلاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا ہے۔

تشریح: اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر خیر وشر کا خالق ہے سبب اور مسبب کو اس نے پیدا کیا ہے لیکن قدیم زمانے سے یہ چلا آرہا ہے کہ بہت سے لوگ کم علمی، ایمانی کمزوری، اور خالق حقیقی اور مالک کُل پر توکل وبھروسہ نہ کرکے سب اللہ کی پیدا کردہ "خیر" پر اس قدر بھروسہ کرلیتے ہیں گویا کہ خود اس کے اندر نفع پہونچانے کی پوری صلاحیت موجود ہے اور اس خیر کے مالک حقیقی کو بھول جاتے ہیں کہ اگر وہ نہ چاہے تو یہ خیر تم تک نہیں پہونچ سکتا اسی طرح سے "شر" سے اس قدر خائف رہتے ہیں کہ گویا یہی ان کے ہر قسم کے ضرر ونقصان کا مالک ہے اور اس شر کے خالق حقیقی کو بھول جاتے ہیں کہ اگر وہ چاہ لے تو یہ "شر" انہیں کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ مذکورہ بالا حدیث کے ذریعہ رسول اکرم ﷺ نے چار چیزوں کے متعلق جو اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا اس کی وضاحت وتصحیح فرمائی۔

(۱) لاعدویٰ: بیماری کا کسی دوسرے کو لگ جانا کوئی چیز نہیں اس میں اس امر کی نفی نہیں ہے کہ بعض متعدی بیماریاں ایک مریض سے دوسرے تندرست شخص تک منتقل نہیں ہوتیں کیونکہ یہ تو ایک بدیہی چیز ہے اور خود آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا

اونٹ بیمار ہوا سے نہیں چاہئے کہ اپنے اونٹ کو ان اونٹوں کے پاس لے جائے جو تندرست ہیں (بخاری ومسلم) نیز فرمایا کوڑھی سے ایسے ہی بھاگو جیسے کہ شیر سے بھاگا جاتا ہے۔(بخاری واحمد) بلکہ آپ ﷺ کا مقصد جاہل مشرک اور بیمار عقیدہ لوگوں کے اس باطل خیال کی تردید ہے کہ کسی بیماری میں دوسرے تک پہونچ جانے کی اپنی کوئی صلاحیت ہے بلکہ یہ بھی مشیت الٰہی کے تابع ہے ورنہ اگر بیماری ہی اصل سبب ہوتی تو پھر جس گھر کے ایک فرد کو کوئی متعدی بیماری لگ جائے تو اس گھر اور ان سے ملنے جلنے والے ہر فرد کو بیماری لگ جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا حدیث کے آخر میں آپ ﷺ نے اسی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

(۲) ولا طیرۃ: بدشگونی لینا کوئی چیز نہیں بذاتِ خود کوئی چیز منحوس نہیں ہوتی بلکہ اگر کسی چیز میں نحوست پیدا ہوتی ہے تو وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

(۳) ولا ھامۃ: اُلو پرندہ منحوس نہیں اس کی آواز کو سن کر بندہ یہ سمجھے کہ ہمارے گھر کوئی مصیبت ضرور آنے والی ہے تو یہ لوگوں کی جہالت اور بدعقیدگی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

(۴) ولا صفر: اور صفر کا مہینہ منحوس نہیں تمام مہینوں اور دنوں کا خالق اللہ ہے اس نے اپنی حکمت وعدل سے یہ تو کیا ہے کہ بعض دنوں کو بعض دنوں پر اور بعض مہینوں کو بعض مہینوں پر فضیلت دی ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ کسی مہینے کو منحوس ٹھہرایا ہو بلکہ جس مہینے میں اللہ کے فرمان بجالائے جائیں وہ بندے کیلئے منحوس نہیں ہوسکتا اس لئے بجائے اس کے کہ بندہ کسی مہینے کو منحوس تصور کرے اسے چاہئے کہ خود اپنی اصلاح کی کوشش کرے اس طرح ایک ایسا مہینہ جسے اللہ نے کسی فضیلت سے نہیں نوازا اس کیلئے مبارک بن جائے گا۔

قارئین کرام: بدشگونی ایک ایسا مذموم فعل ہے جو انسان کے ایمان وعقیدے کو ختم کر کے اس کی دنیا وآخرت کو برباد کر دیتی ہے اور بدشگونی لینے والا شخص ہمیشہ مصائب ومشکلات سے دوچار ہوتا ہے اللہ کے اوپر سے اس کا بھروسہ ختم ہوجاتا ہے اور وہ صرف پرندوں اور جانوروں پر اعتماد کرتا ہے اور اسے غیب داں سمجھتا ہے حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے: (وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ)(المائدۃ:۲۳) اور دوسری جگہ فرمان ہے: (اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) (فاطر:۳۸) مذہب اسلام اپنے ماننے والوں کے قلوب واذہان کو ہر طرح کے غلط افکار وخیالات سے پاک ومنزہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد ونظریات کی بھرپور اصلاح کرتا ہے مذہب اسلام کے اندر پرندوں کے ذریعہ بدشگونی لینے کو شرک جیسے ناقابل معافی گناہ سے تشبیہ دیا گیا ہے "الطیرۃ شرک الطیرۃ شرک"(ابوداؤد، ترمذی) بدشگونی لینے والے شخص کو مشرک گردانا گیا ہے: "من ردتہ الطیرۃ عن حاجتہ فقد اشرک"(صحیح الجامع:۶۲۶۴)

کس قدر افسوسناک بات ہے کہ قرآن وحدیث میں بدشگونی کی اتنی ممانعت آنے کے باوجود آج کے روشن خیال اور اپنے آپ کو کتاب وسنت کے علمبردار کہنے والے لوگ بھی اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔آج کوئی طوطے جیسے چھوٹے پرندے کو اپنے مقدر کا مالک سمجھتا ہے کوئی اُلو جیسے ناسمجھ پرندے کی آواز کو اپنی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ سمجھتا ہے، کوئی گدھے اور بلی کی شکل وصورت کو دیکھ کر اپنے سفر کو ملتوی کر دیتا ہے اور کوئی بعض مہینوں بعض دنوں اور بعض اوقات کو منحوس جان کر شادی بیاہ اور دیگر اچھے کاموں کو انجام دینے سے رک جاتا ہے۔

اسی طرح کے بے شمار اوہام وخرافات اور باطل عقائد ونظریات جو زمانہ جاہلیت کے اَن پڑھ لوگوں میں رائج تھے آج وہ مسلمانوں کے اندر رائج ہو چکے ہیں اس لئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کتاب وسنت کی تعلیمات سے آراستہ ہو کر اپنے عقائد واعمال کو درست کریں اور لوگوں کو یہ بتلائیں کہ تمام چیزوں کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کے علاوہ کوّے، طوطے، اور دیگر پرندوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

اخیر میں اللہ سے دعا ہے کہ بار الٰہا ہمیں اور ہمارے معاشرے کو ان بدعات وخرافات واوہام پرستی ودیگر شرکیہ اعمال سے محفوظ رکھ۔(آمین یارب العالمین) ❖ ❖ ❖

اداریہ

مسلم پرسنل لاء اور ملک کا موجودہ ماحول

محمد مقیم فیضی

ہندوستانی مسلمان شریعت پر عمل کرنے میں چاہے جتنے کوتاہ ہوں مگر وہ شریعت سے محبت کا مظاہرہ کرنے میں بہت آگے ہیں، دوسری اہم بات یہ ہے کہ شرعی معاملات میں مسلمانوں کی اکثریت اپنے علماء ومشائخ پر مکمل اعتماد رکھتی ہے اور ان کے اشاروں پر ہر طرح کی قربانی دینے پر بڑی تیزی کے ساتھ آمادہ ہوجاتی ہے اور آج کل اس کے عملی مظاہرے جگہ جگہ نظر آرہے ہیں اس لئے ملک کے موجودہ ماحول میں علماء کا کردار بہت نازک اور اہم ہے۔ ملک میں اس صورت حال کی ابتدا بھی بڑی حیرت انگیز ہے، سپریم کورٹ میں دو غیر مسلم شوہر وبیوی کا مقدمہ پیش ہوتا ہے جس کا تعلق دور دور تک مسلم پرسنل لاء سے نظر آتا ہے نہ اس میں مسلم سماج کے مسائل سے بحث کی کوئی گنجائش نظر آتی ہے مگر عدالت عالیہ کے معزز جج اچانک اس کا رخ پرسنل لاء کی طرف پھیر دیتے ہیں اور آخر میں حکومت سے یہ سوال کرنے لگتے ہیں کہ حکومت کو یونیفارم سیول کوڈ کے نفاذ میں کیا پریشانی ہے اور وہ اس کے متعلق اقدامات کیوں نہیں کررہی ہے؟ حکومت اس سلسلے میں حلف نامہ داخل کرے، یہ بات ہمیں چاہے جتنی بھی خلاف قیاس لگے مگر اب یہ ایک حقیقت بن چکی ہے، حکومت نے اپنا کام شروع کردیا ہے، کورٹ میں اسے جو کچھ داخل کرنا تھا داخل کرچکی ہے اور داخل کرے گی اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاء کمیشن کے ذریعہ ایک سوالنامہ مرتب کرایا ہے جو سولہ سوالوں پر مشتمل ہے، مسلم پرسنل لاء بورڈ نے ان سوالوں کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہ سوالات مسلم پرسنل لاء کی حیثیت پر منفی اثر ڈالنے والے ہیں اور دستور میں دی ہوئی مذہبی آزادی کی دفعات سے متصادم یا کم از کم ہم آہنگ نہیں ہیں، ماہرین قانون بھی اسے حد درجہ مبہم اور ایک خاص پس منظر میں محدود مان رہے ہیں اور اس پر اپنی حیرت کا اظہار کررہے ہیں، اور کچھ سابقہ و موجودہ شواہد کے پیش نظر مسلم علماء ودانشور اور لیڈران اس بات کا شدت سے خدشہ ظاہر کررہے ہیں کہ اس مسئلے میں حکومت اگرچہ مسلم خواتین کو صنفی انصاف دلانے اور ان کی مظلومیت کا خاتمہ کرنے کی بات کررہی ہے مگر اس کی نیت صاف نہیں ہے، اس میں اخلاص کی بجائے الیکشنی سیاست کام کررہی ہے اور کچھ صوبوں میں ہونے والے آئندہ انتخاب کے لئے اس کے ذریعہ ماحول سازی کا کام کیا جارہا ہے، لہٰذا مسلم پرسنل لاء بورڈ اس کے لئے پوری طرح سرگرم ہوگیا ہے اور اس نے عوامی سطح پر مسلم پرسنل لاء کی حفاظت اور تحفظ شریعت کی ملک گیر اور زبردست مہم چھیڑ دی ہے اور امت کا بڑا طبقہ بلا تفریق مسلک و جماعت اس مہم میں اس کے ساتھ ہے اور اس کی تحریک کا عملی حصہ ہے مگر ممبئی کے ایک موقر روزنامہ کے لائق نامہ نگار کی تجزیاتی رپورٹ اور تبصرے نے مجھے چونکا دیا کہ مسلم پرسنل لاء کے پاس مالی فنڈ کی کمی ہے اور اس کے پاس مطلوبہ بجٹ نہیں ہے، نیز اس کے پاس انگریزی داں اور کورٹ میں اس کی صحیح ترجمانی کرنے والے بھی نہیں، یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانہ میں شاہ بانو کیس میں مسلم پرسنل

لاء بورڈ کے موقف کے خلاف مقدمے کا فیصلہ ہوا تھا، یہ بات جب ہم نے ایک ملی تنظیم کے قائد کے سامنے رکھی تو انھوں نے فرمایا کہ اس میں بہت کچھ سچائی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہے اور جو لوگ اس سے جڑے ہوئے ہیں ان کی اپنی اپنی تنظیمیں ہیں اور ان کی ترجیحات اپنی اپنی تنظیموں کے ساتھ ہیں اس لئے اس کی حیثیت ثانوی خدمت کی ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں یہ کمزوری موجود ہے، اور انگریزی دانوں کے متعلق کچھ پیش رفت ضرور ہوئی ہے مگر وہ بھی اپنے معیار مطلوب پر نہیں ہے۔ یہ حقیقت ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ جو بورڈ کروڑوں مسلمانوں کی لڑائی لڑنے کھڑا ہوا ہے اس کی اپنی پوزیشن یہ ہے، ابھی حیدرابادلاء یونیورسٹی کے مسلم وائس چانسلر نے بھی بورڈ کی طرف سے سپریم کورٹ میں داخل کئے جانے والے حلف نامے میں مختلف نکات کے جھول کی طرف اشارہ کیا ہے، دیگر لوگ بھی اس کے متعلق تشویش کا اظہار کررہے ہیں، ہمیں چونکہ براہ راست اس کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہے اس لئے ہم کھل کر اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں مگر سابقہ تجربات کی روشنی میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ذمہ دار بزرگان دین سے یہ اپیل ضرور کی جاسکتی ہے کہ وہ ان کمزوریوں پر نگاہ رکھیں اور ماہرین کو اپنے ساتھ جوڑنے کی کوشش کریں۔
اس سلسلے میں ایک چیز یہ بھی دیکھی جارہی ہے کہ مختلف مسلم تنظیمیں اپنے اپنے بینر اور جھنڈے تلے اس مہم کو آگے بڑھا رہی ہیں جس سے مسلم پرسنل لاء کی حیثیت پر بہرکیف اثر پڑتا ہے اس لئے ہونا یہ چاہئے کہ جو بھی کام ہو وہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بینر تلے ہی ہو یہ اور بات ہے کہ بورڈ کے عَلَم کے نیچے سب کے اپنے اپنے جھنڈے بھی نمایاں ہوں تو اس میں چنداں حرج نہیں ہے مگر ہو اس کے برعکس رہا ہے، اولیت بعض تنظیموں کو حاصل ہورہی ہے ان کی عوامی مقبولیت اور قوت کا مظاہرہ ہورہا ہے اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کی حیثیت ثانوی ہوگئی ہے، اس کی وجہ سے مشترکہ کاز کے لئے متفقہ جدوجہد کے اخلاص پر سوالیہ نشان لگائے جارہے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ملی جذبات کو کسی دوسرے ایجنڈے کے لئے استعمال کیا جارہا ہو؟ اور اسی کے پیچھے یہ سوال بھی اٹھ رہا ہے کہ کہیں ملت کو اس مسئلے میں کچھ زیادہ ہی جذباتی تو نہیں کیا جارہا ہے اور جذبات اللہ نہ کرے ذراسی بے احتیاطی میں کوئی دوسرا رخ اختیار نہ کرلیں اور بڑا خسارہ ہوجائے؟ ایک پہلو یہ بھی کافی توجہ طلب ہے کہ شاہ بانو کیس کے وقت حکومت کانگریس کی تھی اور اپنی دورخی پالیسی کے باوجود اسے بہرکیف مسلمانوں کے ووٹ سے کافی دلچسپی تھی اس لئے وہ درد دے کر دوا دینے پر بھی مجبور ہوگئی تھی مگر بی جے پی کی دلچسپی کہیں اور ہے اور وہ اسی طبقے کی ذہنی تسکین کے لئے مسلمانوں کو اضطراب مسلسل سے دوچار رکھنا چاہتی ہے اور جس قدر مسلم اقلیت اپنے دکھ درد کے اظہار کے لئے سڑکوں پر آئے گی اسی قدر اس کا مقصود اسے حاصل ہوتا جائے گا۔ بیشک جمہوریت میں عوامی مظاہروں اور اظہار کی بڑی اہمیت ہوتی ہے مگر بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ مظاہرہ کرنے والوں کے لئے وہ مظاہرے بے فیض ہی رہے اور ان کے پیچھے ذہنی اور جذباتی مشغولیت دے کر کام کرنے والے اپنا کام کرگئے اور بعد میں لکیر پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

دومحاذ اور مسلمان: اس طرح کے مسائل میں مسلمانوں کو اکثر دومحاذوں پر نا کام دیکھا گیا ہے: ایک قانونی محاذ، دوسرا ملکی سطح پر اپنے موقف اور قضیے کی صحیح ترجمانی کا محاذ۔

یہ کس قدر افسوسناک صورت حال ہے کہ ملک کی آزادی پر کئی دہائیاں گزر جانے کے بعد بھی ذرائع ابلاغ کے پہلو سے مسلمان آج سے پچاس سال پہلے جہاں تھے آج بھی وہیں کھڑے ہیں بلکہ حالت پہلے سے بدتر ہوچکی ہے الیکٹرانک میڈیا بالخصوص ٹی وی کا نیوز چینل تو مسلمانوں کے تصور سے بھی

بالاتر چیز ہے اور ملکی تو درکنار کہیں صوبائی سطح پر بھی ان کے پاس کوئی ایسا وسیلہ اپنی بات پیش کرنے کا نہیں ہے اس لئے رائے عامہ سراسر ان طاقتوں کے ہاتھوں کا کھلونا ہے جو ان ذرائع کی مالک ہیں، آپ اکثر دیکھتے ہوں گے کہ کسی خاص موضوع پر مباحثہ کے لئے کچھ علماء، کچھ مسلم لیڈروں اور کچھ سماجی شخصیات کو مدعو کیا جاتا ہے، ان میں جو لوگ شریعت کی ترجمانی کا حق رکھتے ہیں وہ ملک کی اکثریت میں سمجھی جانے والی زبان سے اکثر نابلد ہوتے ہیں، اینکر جو مخصوص ذہنیت اور نظریات کے حامل ہوتے ہیں وہ حد درجہ شاطر اور صحافتی پینترے بازیوں کے ماہر ہوتے ہیں اور اپنا مائک اور دوسروں کے مائک کا بٹن ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس لئے بحث اکثر انہیں کے مقررہ پیغامات پر ختم ہوتی ہے، اکثر ان علماء کو توہین اور تذلیل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو حق اور درست بات کرنا چاہتے ہیں ان کے مقابلے میں کچھ ساختہ و پرداختہ اسلام دشمن اسلامی اسکالر اور ماہرین شریعت لاکر بیٹھائے جاتے ہیں جنھیں اسلام کی ترجمانی اور علمائے حق کے ساتھ ٹینی مرغوں کی طرح لڑنے اور اسلام کی خود ساختہ ترجمانی اور تشریح کے لئے آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے، اور طرفہ یہ ہے کہ آج کل تو اکثر کچھ الٹرا ماڈرن اور حد درجہ آزاد خیال نسوانی وجود کو اسلام اور مسلمانوں کی ترجمانی کے نام پر یا مسلم خواتین کے حقوق اور ان کی نمائندگی کے نام پر ضرور سامنے لایا جاتا ہے، وہ اسٹریٹ فائٹروں کی طرح تمام اصولوں اور ضابطوں سے بے نیاز ہوکر فری اسٹائل گفتگو کرتی ہیں اور ان کے سامنے اچھی خاصی باوقار اور علمی شخصیتوں کو نکو بنتے دیکھا گیا ہے، دوسری طرف کچھ ایسے غیر مسلم لیڈر ہوتے ہیں جو ان کاموں کے لئے اچھی خاصی مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں اور پوری تیاری کے ساتھ آتے ہیں اور عوام کے ذہنوں میں وہ سوالات کھڑے کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں جو ان کے اندر مسلمانوں کی شبیہ لڑاکو، وحشی، پسماندہ اور ملک کی تعمیر وترقی کے لئے رکاوٹ کی بنادے اور ان کے پاس فریق مقابل کو اشتعال دلانے کے نسخے پہلے سے تیار ہوتے ہیں، دوسری طرف اگر فریق مقابل بھی کوئی نہلے پہ دہلا ہوا تو اینکر صاحب کی زبان، ان کا بٹن اور خود ساختہ اسلامی اسکالروں اور نام نہاد مسلم نمائندوں کا تعاون بڑے کام کی چیز ثابت ہوتا ہے، یہ تماشا ایک طویل مدت سے دیکھا جارہا ہے مگر مسلم امت کے پاس کوئی متبادل نہیں ہے، عام حالات میں انہیں اپنی اپنی ڈفلی اور اپنے اپنے راگ ہی سے فرصت نہیں ملتی ہے، داخلی طور پر اکثریت واقلیت کی تفریق وامتیاز اور اس کا نشہ اور اس نشے کی ترنگیں موجود ومحسوس ہیں، اگر کسی بھی پیمانے پر اس جہت میں کہیں کوئی پیش رفت ہوئی تو بیرونی تعصب اور پریشر کی بات تو ایک طرف داخلی طور پر تعصب اور مسلکی منافرت اس کی پیش قدمیوں کے لئے نہ صرف رکاوٹ بن جاتی ہے بلکہ اسے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر واپس جانے پر مجبور کردیتی ہے۔ خیر یہ تو اس موضوع کا ایک جزء ہوا، اگر الیکٹرانک میڈیا کو چھوڑ کر پرنٹ میڈیا کی طرف آتے ہیں تو یہاں بھی میدان پورے طور پر صاف نظر آتا ہے، مسلمانوں کے ہاتھ صرف اردو میڈیا ہے جس کی رسائی اکثریتی طبقے تک نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ زبان شوخ من ترکی ومن ترکی نمی دانم کے پیش نظر ہمارے اور ان کے درمیان زبان کی خلیج بہت وسیع ہوچکی ہے نہ وہ ہماری اردو سمجھتے ہیں نہ ہم ان کی ہندی، ہندی میڈیا میں ہماری کوئی آواز نہیں ہے اور انگریزی اخبارات تو خواب وخیال کی باتیں ہیں، بڑی بڑی ملی تنظیمیں اور ان کی شان وشوکت اپنی جگہ سر آنکھوں پر مگر وہ سب اس باب میں سخت افلاس کا شکار ہیں اور اپنی آواز غیر مسلم ہموطنوں تک پہنچانے سے قاصر ہیں، مسلمانوں کے متعلق اس قدر زہریلی اور مسموم فضا تیار کردی گئی ہے کہ مظلومیت میں مسلمانوں کے ہم پلہ دلت بھی انہیں اپنا دشمن اور بدخواہ سمجھتے ہیں،

ادھر موجودہ دور کی ترقی نے جہاں بہت سے شراگلے ہیں وہیں ان کے بدن سے کچھ خیر بھی برآمد ہوئے ہیں، انہیں میں سے ایک شوشل میڈیا بھی ہے جو پبلک تک اپنی آواز پہنچانے کا ایک اچھا خاصا وسیع اور موثر ذریعہ بن چکا ہے، مگر ہم دیکھ رہے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ یا دیگر تنظیمیں ان وسائل کا بھی صحیح اور موثر استعمال نہیں کر پا رہی ہیں، حقوق نسواں کے تعلق سے یا عائلی معاملات میں مسلمانوں کی اپنی شریعت سے وابستگی کیوں اتنی شدید ہے اس کی مناسب وضاحت کے لئے ہندی یا انگریزی میں کچھ زیادہ اور اچھے مواد اور مضامین اس میڈیا پر گردش کرتے نہیں نظر آرہے ہیں۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کا کوئی ہمہ وقتی اور مستقل ڈھانچہ موجود نہیں، اس کی سرگرمیاں وقتی اور رضا کارانہ نوعیت کی ہوتی ہیں۔

ایک سوال الکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے بعض حلقوں سے یہ بھی اٹھایا جا رہا ہے اور بڑے شدومد سے اٹھایا جا رہا ہے کہ کیا مسلم پرسنل لاء بورڈ سارے مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہے؟ اس کا جواب ماڈرن خواتین وحضرات تو ایک طرف رہے کچھ مسلم جماعتوں کے نمائندہ علمائے کرام بھی میڈیا پر چیخ چیخ کر یہ دیتے ہوئے سنائی دئے کہ نہیں ہرگز نہیں ہم مسلم پرسنل لاء کے لئے سرگرم ہیں، اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کو نہیں مانتے۔ اور اس بات کو میڈیا بڑے شدومد سے ہائی لائٹ کر رہا ہے اور یہ حضرات احناف ہی کے دوسرے دھڑے سے متعلق ہیں۔

ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ موجودہ بحث سے کچھ ایسے مخفی حقائق اور اعداد وشمار بھی سامنے آئے جو یونیفارم سول کوڈ یا سب کے لئے یکساں قانون کی وکالت کرنے والوں کو مشکل صورت حال سے دوچار کر دیتے ہیں مثلا یہ کہ مختلف قوموں کو آج بھی اس ملک میں اپنے عجیب وغریب ریت رواج پر عمل کرنے کی قانونی طور پر آزادی ہے، کچھ لوگ یہاں اپنی سگی بھانجیوں سے شادیاں کرتے ہیں، کچھ لوگوں کو سڑکوں پر ننگے گھومنے کی آزادی ہے، کچھ لوگوں کو تلوار اور کرپان لے کر ہر جگہ جانے کی اجازت ہے، ٹرافک کا قانون اگر تمام شہریوں پر ہیلمٹ کی پابندی لازم کرتا ہے تو سکھ مرد اور خواتین دونوں اپنی مذہبی تعلیمات کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ قرار دئے جاتے ہیں، اسی طرح سکھ مردوں کی داڑھی کسی جگہ موضوع بحث نہیں بن سکتی ہے، ناگالینڈ اور میزورم وغیرہ کو دستور کے تحت کچھ ایسے خصوصی حقوق عطا کئے گئے ہیں جن کے متعلق نہ پارلیمنٹ میں بحث کی جاسکتی ہے نہ انہیں کوٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے، اس ملک میں قانونی طور پر ہندوؤں کو کچھ خاص استثناءات بھی عطا کئے گئے ہیں مثلا اگر کوئی ہندو یا بودھ اسپیشل میرج ایکٹ کی دفعہ ۱۹/ر کے تحت شادی کرتا ہے تو اس پر ہندوستانی قانون وراثت کا اطلاق نہیں ہوگا بلکہ وہ ہندو وراثت قانون کے مطابق عمل کے لئے آزاد ہوگا جبکہ اس میرج ایکٹ کے تحت شادی کرنے والے دیگر تمام لوگوں کے لئے ہندوستانی قانون وراثت کی پابندی لازم ہوگی۔ گوا کی ہندو عورت کو اگر پچیس برس کی عمر تک بچہ نہیں ہوا یا تیس برس کی عمر تک بیٹا تو اس کا شوہر دوسری شادی کرسکتا ہے، لیکن گوا کا مسلمان دوسری شادی نہیں کرسکتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کی جائنٹ فیملی کو ٹیکس میں چھوٹ ملتی ہے جبکہ اقلیتوں کو یہ سہولت نہیں دی جاتی، انتہائی پس ماندہ اور پچھڑی ذاتوں کے ہندوؤں کو ریزرویشن وغیرہ کی جو مراعات حاصل ہیں وہ اسی ذات کے مسلمانوں کو حاصل نہیں ہیں۔ گوا کے چرچ میں ہوئی کسی کیتھولک کی شادی کے بعد وہ عدالت کی مرضی کے بغیر طلاق دے سکتا ہے مگر مسلمان یہ کام نہیں کرسکتا ہے۔ کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں زمین کی خرید وفروخت صرف آدی واشی ہی کر سکتے ہیں دوسرا کوئی وہاں زمین نہیں خرید سکتا ہے۔

اسی طرح یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ مسلمانوں کے مقابلے

میں ہندوؤں یا غیر مسلموں میں دوسری بیویوں کی تعداد نسبتاً کافی زیادہ ہے مگر ان کی دوسری عورتوں کو بیویوں کے حقوق حاصل نہیں ہیں بلکہ وہ داشتاؤں کی حیثیت سے اور لیونگ ریلیشن شپ کے تحت اپنے مردوں کے ساتھ زندگی گزارتی ہیں اور ان کے بچوں کی بھی وہ حیثیت نہیں ہوتی جو پہلی بیوی کے بچوں کو حاصل ہوتی ہے، جبکہ مسلمانوں کی دوسری بیویوں کی حیثیت بھی وہی ہوتی ہے جو پہلی کی ہوتی ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، اسی طرح غیر مسلموں میں طلاق اور عورتوں پر تشدد اور ظلم کے واقعات مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایک تعجب خیز بات یہ بھی سننے میں آئی کہ اگر کوئی لڑکی پندرہ سال کی عمر میں کسی مرد سے جنسی تعلق قائم کرنا چاہتی ہے تو اسے قانونی آزادی ہے مگر ۱۹/ سال کی عمر سے پہلے وہ شادی نہیں کرسکتی ہے۔

مسلمانوں کی طرف سے یہ سوال بھی اٹھائے جارہے ہیں کہ اگر حکومت واقعی مسلم خواتین کی ہمدرد ہوگئی ہے تو وہ ذکیہ جعفری اور عشرت جہاں کو انصاف دلائے، مسلم لڑکیوں کو تعلیم میں خصوصی رعایت اور ریزرویشن عطا کردے، اسی طرح کی دیگر سہولتوں کا دروازہ کھولے صرف زبانی جمع خرچ سے کام نہ لے!!

اس موضوع کے دو چبھتے ہوئے سوال: اس بیچ ہم نے ٹی وی پر ہونے والے کئی مباحثے یوٹیوب کے ذریعہ دیکھے جو مختلف چینلوں کے خصوصی پروگراموں میں منعقد ہوئے اور شریعت اسلامیہ اور امت مسلمہ کے نمائندوں کو دو خاص سوالوں کے متعلق انتہائی دفاعی پوزیشن میں دیکھا اور صاف صاف ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان سوالوں سے پہلو بچانے کی کوشش کررہے ہیں اور براہ راست اس کا جواب دینے کی بجائے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ پہلا سوال ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کا تھا اور دوسرا حلالہ کا۔ جب وہ یہ فرماتے کہ یہ ہماری شریعت کا مسئلہ ہے تو وہ یہ جواب دیتے کہ نہیں جناب ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور اس کا واقع ہوجانا ایک ظلم ہے تو ان کے پاس موضوع جلدی سے بدل دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا تھا اور ہم نے دیکھا کہ حلالہ کا تو لفظ بھی یہ بزرگان دین اپنی زبان پر نہیں آنے دے رہے تھے، اور اس میں جلتی پر تیل چھڑکتے اس وقت دیکھا جب اس طرح کے سوالوں کے جواب میں حیدرآباد لاء یونیورسٹی کے مسلم وائس چانسلر نے یہ فرمایا کہ مسلم پرسنل لاء کے اکثر مسائل شریعت پر نہیں فقہ پر مبنی ہیں اور وہ بھی فقہ حنفی پر اور شریعت اور فقہ دونوں میں فرق ہے شریعت تو وحی پر مبنی ہوتی ہے جبکہ فقہ میں انسانی کاوشوں اور اجتہاد کا دخل ہوتا ہے۔

ہم تو اہل حدیث ہیں اس سلسلے میں ہمارا موقف واضح ہے مگر افسوس ہے کہ کچھ بزرگ علمائے احناف کے اس مسئلے میں درست موقف کو قبول کرلینے اور موجودہ دور میں سنگین اور کثرت سے پیش آنے والے واقعات وشواہد کی روشنی میں قرآن وسنت کے پیش کردہ موقف کو قبول کرلینے کا مشورہ دینے کے باوجود نہ مسلم پرسنل لاء بورڈ اس مسئلے پر کوئی داخلی مباحثہ کرنے یا اس میں اصلاح کے متعلق کسی غور وخوض پر آمادہ ہے نہ بزرگ علمائے احناف اس مسئلے میں کسی جنبش اور ارتعاش کے قائل ہیں بلکہ ان دنوں ایک ندوی مولانا صاحب نے بڑے پیار سے مجھے طلاق ثلاثہ کے مسئلے میں بذریعہ وہاٹس ایپ مولوی الیاس گھمن صاحب کا ایک مضمون بھیجا جو کافی گردش کررہا ہے جس میں انھوں نے اپنے مسلک کی ترجمانی اور غیر مقلدوں کو گھسنے کی کوشش میں کئی صفحات سیاہ کئے ہیں اور شبہات اور مغالطوں کا ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور ہم نے ان کے مطالبے پر انہیں مولانا صلاح الدین یوسف صاحب کی اسی موضوع پر ایک کتاب بھیج دی جو اپنی جگہ سنجیدگی متانت اور وقار اور علمی دلائل کا ایک نمونہ ہے۔ اس کتاب میں ہندوستان، پاکستان اور دیگر ممالک کے

بہت سے علمائے احناف کے مضامین اوران کی رایوں کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جوایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہی ہونے کے قائل ہیں اور اس بات کی سختی سے تردید کرتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں کبھی ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کے تین ماننے پر اجماع رہا ہو اوران کے مضامین نے ان لوگوں کے اس دعوے کی قلعی بھی کھول دی ہے کہ ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے کی رائے کی ابتدا ابن تیمیہ سے ہوئی اور وہی اس کے محرک رہے ہیں۔ اس موضوع پر ۶ر نومبر ۱۹۷۳ء کواحمد آباد میں منعقد ہونے والے ایک سیمینار میں اپنے صدارتی کلمات میں مشہور حنفی اور بزرگ عالم دین مولانا مفتی عتیق الرحمان رحمہ اللہ (صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت) نے بڑی اہم تجویز پیش کی تھی جس کا اقتباس پیش خدمت ہے:

''اس مذاکرے میں جو مقالات پیش کیے گئے ہیں وہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے بہت ہی اعلیٰ درجے کے مقالے ہیں۔ مقالہ نگار علمائے کرام نے نہایت محققانہ انداز میں طلاقِ ثلاثہ کے مسئلے پر بحث کی ہے۔ جہاں تک علمائے احناف کا تعلق ہے وہ ان مقالات کو پڑھ کر کیا رائے دیتے ہیں، اس پر میں اِس وقت کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہوں۔

زمانے کی ضرورتوں اور حالات کے تقاضوں سے قطعِ نظر کر کے غور کیا جائے تو طلاقِ ثلاثہ کے مسئلے میں دو فقہی مسلک (Schools of thought) ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک فقہی مکتب وہ ہے جو یکجائی تین طلاقوں کو مُغلّظہ قرار دیتا ہے۔ لیکن دوسرا ایک کے وقوع کا قائل ہے۔ اول الذکر کے سامنے جدید حالات وضروریاتِ زمانہ اوراس سلسلے کی دوسری مشکلات لاکھ بیان کریں لیکن وہ اپنے فیصلے میں تبدیلی نہیں کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ شوہر کو کس نے مجبور کیا تھا کہ تین طلاقیں دے۔ لیکن ہمیں اس وقت ان اختلافات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے دیکھنا ہے کہ حکم اصلا اس سلسلے میں کیا ہے۔

طلاقِ ثلاثہ کے مسئلے پر سیمینار منعقد کرنا ایک نہایت جرأت مندانہ اقدام ہے جس کے لیے اسلامک ریسرچ سنٹر کے ارکان قابلِ مبارک باد ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور حالات وزمانے کی تبدیلی کے باعث اس کی وجہ سے مسلم معاشرے میں بڑی پیچیدگیاں پیدا ہورہی ہیں، اس لیے ضرورت تھی کہ اس مسئلے پر مختلف مسالک کے علمائے کرام بیٹھ کر غور کریں اور ان مشکلات پر قابو پانے کی کوئی سبیل نکالیں جن سے مسلمان دوچار ہیں۔

بمبئی میں جو بے مثال آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کنونشن منعقد ہوا تھا اس کے سامنے بھی یہ مسئلہ کسی نہ کسی حیثیت سے موجود تھا لیکن اس وقت ہمیں صرف اس بات پر غور کرنا تھا کہ مسلم پرسنل لاء میں حکومت کو مداخلت یا ترمیم وتنسیخ کا حق ہے یا نہیں؟ لیکن اس وقت تین طلاق کا مسئلہ ابھر کر سامنے آ گیا ہے اور جدید حالات کے کچھ تقاضے بھی سامنے آرہے ہیں، ان میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے، اس پر غور کرنا چاہیے اور مسائل کا حل ڈھونڈ نا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامک ریسرچ سنٹر نے یہ قدم اٹھا کر ایک راستے کی نشاندہی کردی ہے۔ میری یہ خواہش ہوگی کی یہاں جو کچھ طے ہو وہ سب اٹھا کر پرسنل لاء بورڈ کے سامنے رکھ دیا جائے۔ اسی طرح اتحاد وتعاون سے کوئی بڑا کام ہوسکتا ہے ورنہ انتشار پیدا کرنا تو آسان ہے، اتفاق ویکجہتی کی فضا بڑی مشکل سے بنتی ہے۔ اس سیمینار میں مختلف مکتب فکر کے لوگ شریک ہیں لیکن کوشش کی جائے تو ایک مشترک نقطۂ نظر سامنے آسکتا ہے''۔

ان سب بحثوں، مطالبوں، گزارشوں اور حالات کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے باوجود مسلم پرسنل لاء بورڈ آج بھی وہیں کھڑا ہے جہاں کل تھا اور وہ ذرا بھی ٹس سے مس ہونے کے لئے تیار

نہیں ہے۔

ہونے والا کام جو نہیں ہو سکا:

ایک بات جو نہیں ہو پا رہی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ اس مسئلے میں میڈیا اور غیر مسلم عوام یا دانشوروں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر لینے کی پوزیشن میں ہیں وہ بھی ملی مصلحتوں کے تحت مہر بلب ہیں حالانکہ مسلم پرسنل لاء کی مجموعی موافقت کے باوجود یہ ممکن ہے کہ ان دو خاص مسئلوں میں شریعت کا درست موقف رکھا جا سکتا ہے اور یہ بتایا جا سکتا ہے کہ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ اتنا آسان ہے نہ اس کی وہ صحیح تصویر ہے جو میڈیا پیش کر رہا ہے بلکہ ایک مجلس میں دی ہوئی طلاق ثلاثہ شریعت کی نگاہ میں اول تو مقررہ طریقۂ طلاق کی خلاف ورزی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب سے کھلواڑ کرنے کا نام دیا تھا، دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی نادان ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاق دے دے تو وہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ہی ہوتی ہے، اگر کوئی شخص حالت حیض میں یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں ہم بستری کی گئی ہو تو بہت سے محقق علماء کے مطابق وہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی ہے، اگر کوئی ایسا شخص طلاق دے جو طلاق کا معنی نہیں جانتا تو اس کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، اگر کسی شخص کو مجبور کر کے طلاق لی جائے یا کوئی شخص شدید غصے کی حالت میں طلاق دے یا نشے کی حالت میں طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہی نہیں ہوتی ہے، اسی طرح قرآن کریم نے طلاق دینے سے پہلے بتدریج کئی طرح کی کارروائیوں کی ہدایت دی ہے، نیز اسلام میں مروجہ حلالہ ایک جرم اور لعنتی گناہ ہے اور اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ باتیں اچھے انداز میں لوگوں کے سامنے رکھی جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بہتر نتائج برآمد ہوں گے، اور اس میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

یونیفارم سول کوڈ سے مسلمان کیوں گھبرا رہا ہے؟

جب بابری مسجد کا قضیہ کورٹ میں فیصل ہونے والا تھا اور معاملہ کافی گرمایا ہوا تھا تو ایک ٹی وی چینل نے بہت سے ہندو و مسلم نمائندوں کو جمع کیا تھا اور وہاں بیٹھ کر اس بات کا انتظار ہو رہا تھا کہ کورٹ کا فیصلہ آئے تو ان سب کی رائے لی جائے اس بیچ میں نے سادھو سنتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ معاملہ ہماری آستھا سے جڑا ہوا ہے اگر کوئی کورٹ یہ فیصلہ کر دے کہ رام جی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو کیا ہم اسے مان لیں گے اسی طرح اگر کوئی فیصلہ ایسا آیا کہ یہاں رام جنم بھومی نہیں ہے تو ہم اسے کیسے مان سکتے ہیں؟ مسلمانوں کو اس مسئلے میں ہماری آستھا کا خیال کرنا چاہئے۔ جبکہ وہ معاملہ براہ راست مسلمانوں سے جڑا ہوا تھا اور ان کی مسجد بزور قوت گرا دی گئی تھی۔ تب حکومت یا اس مسلک کے عوام یہ کیوں نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے مسلمانوں کی آستھا جڑی ہوئی ہے اور ان کا پرسنل لاء انسانوں کا نہیں اللہ کا دیا ہوا ہے اور ان خاص معاملات میں جو پرسنل لاء سے متعلق ہیں مسلمان بالخصوص کوئی تنازل نہیں اختیار کر سکتا ہے کیونکہ اس سے بہت سے ایسے مسائل جڑے ہوئے ہیں جن کا حل ان قوانین کی پابندی کے سوا کہیں اور سے نہیں مل سکتا ہے مثلا ایک مرد اگر اسلامی طریقے کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دے اور ملک میں کوئی ایسا قانون بن جائے کہ نہیں یہ طلاق نہیں مانی جائے گی اور شوہر اور بیوی کو ایک ساتھ رہنا ہوگا، ایسی حالت میں اگر مرد اپنی مطلقہ عورت سے ہم بستری کر لے تو وہ زنا ہوگا اور اس کے نتیجے میں اگر اولاد ہوگی تو وہ ناجائز اولاد ہوگی، اس کا وراثت میں بھی کوئی حق نہیں ہوگا اور ایسے مرد اور عورت گناہگار ہوں گے۔ اس لئے مسلمان اس سلسلے میں قطعی پابند اور مجبور ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس خاص صورت حال کو پیش نظر رکھتے

ہوئے اگر حکومت کے پاس یونیفارم سول کوڈ کا کوئی مسودہ تیار ہے تو وہ اس کا ہوّا کھڑا کرنے سے پہلے اسے پیش کرے تب اس پر کوئی رائے طلب کرے۔

بہت سے مسلم اور غیر مسلم دانشور اس بات کو بیانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ اس ملک میں اتنے متضاد رسم ورواج ہیں کہ عائلی معاملات میں یکساں سول کوڈ کا نفاذ ناممکن ہے۔ اس قضیے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دستور میں مذہبی آزادی بنیادی حقوق میں شامل ہے جبکہ یونیفارم سول کوڈ کی بات رہنما اصولوں کے تحت درج کی گئی ہے اور بنیادی حقوق بہرکیف رہنما اصولوں پر مقدم ہیں۔

ان بحثوں کے بیچ یہ حقیقت بھی نمایاں ہوئی کہ ان مخصوص مسائل میں مسلم علماء ہی یونیفارم سیول کوڈ کے مخالف نہیں ہیں بلکہ کچھ بڑے ہندو رہنماء اور لیڈر بھی اس کے مخالف رہے ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ آر ایس ایس کے آرگن ''آرگنائزر'' میں ۲۳/اگست ۱۹۷۲ء کے شمارے میں ان کے سب سے بڑے لیڈر مسٹر گولوالکر نے کہا تھا کہ اس ملک میں یونیفارم سول کوڈ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اے عقلمندوں قصاص میں زندگی ہے :

سعودی عرب میں اسلام کا بول بالا ہے :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم سے پہلی امتیں اس لئے ہلاک ہوگئی تھیں کہ جب ان میں کا کوئی معزز شخص چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کا مرتکب ہوتا تو اس پر حد قائم کی جاتی تھی اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۴۷۵)

اس کی زندہ مثالیں اور عدل وانصاف کی عملی نظیریں ہمیشہ اسلامی حکومتوں اور مملکتوں سے تاریخ کے ہر دور میں فراہم ہوتی رہی ہیں اور آج سعودی عرب نے اپنی روایات کے مطابق پھر ایک بار یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس مملکت میں اسلام کا بول بالا ہے اور قرآن وسنت کا قانون انصاف پوری طرح اپنا کام کر رہا ہے اور ہر شہری کو اس کے حقوق کی ضمانت ہے، جو بھی ان حقوق پر اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے دست درازی کرے گا اسے قرار واقعی سزا دی جائے گی خواہ وہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ آج جبکہ نام نہاد جمہوری ملکوں میں حقوق انسان کی علمبرداری کا ڈھنڈورا زور شور سے پیٹا جاتا ہے مگر بات بات پر بے قصوروں کی جانیں انتہائی آسانی کے ساتھ لے لی جاتی ہیں اور اس کی کوئی داد وفریاد بھی نہیں ہوتی ہے، ایک کونسلر کا رشتہ دار بھی قتل کر کے سفارش کے زور پر آزاد گھومتا ہے اور حکومتیں غنڈوں کی ترجمانی کرتی ہیں اور انصاف اتنا مہنگا ہے کہ عام شہری کی پہنچ سے بہت دور ہے وہیں ایک ایسے ملک نے جہاں ملوکیت قائم ہے اپنے شاہی خاندان کے ایک شہزادے کو قتل کے بدلے قتل کی سزا دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ ملوکیت آج بھی اسلامی قوانین کی پیروی کی بدولت انسانیت کے لئے رحمت اور سرمایۂ افتخار ہے۔ سعودی عرب میں ۱۹/اکتوبر ۲۰۱۶ء کو شاہی خاندان کے رکن شہزادہ ترکی بن سعود الکبیر کو سعودی شہری عادل المحیمید کو قتل کرنے کے جرم میں عدالت کے فیصلے پر خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز ایدہ اللہ کی توثیق کے ساتھ سزائے موت دے دی گئی، اور اس سے پہلے بھی سعودی عرب میں قانون کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے معزز شہریوں کو سخت سزائیں دی گئی ہیں اور اس سلسلے میں وہاں کوئی سفارش یا رو رعایت کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مملکت کو حاسدوں کے شر اور نظر بد سے محفوظ رکھے اور یہاں کے حکام کو شریعت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین

❖ ❖ ❖

فضائل ومسائل

ماہ صفر اور عقیدۂ نحوست

ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ} (الحدید: ۲۲)۔

نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں، وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے۔

وقت اور زمانہ اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے جس سے بنی نوع انسان کی بے شمار مصلحتیں وابستہ ہیں۔ وقت کوئی بھی ہو اگر ایک بندۂ مومن اسے اللہ کی اطاعت وبندگی اور نیکی کے کاموں میں گزارے تو وہ اس کے حق میں نیک، مفید اور بابرکت ہوگا اسی طرح اگر کوئی اسے گناہ ومعصیت اور بدعملی میں گزارے تو وہ اس کے لئے برا اور منحوس ہوگا۔ الغرض کوئی وقت یا زمانہ بذات خود اچھا یا برا نہیں ہوتا، بلکہ اس میں واقع ہونے والے اعمال وکردار پر اس کی برکت ونحوست کا دارومدار ہوتا ہے۔ گناہ ومعاصی ہی سب سے بڑی نحوست اور اطاعت ونیکی ہی سب سے بڑی برکت ہے۔

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ''صفر'' کے نام سے جانا جاتا ہے، بدقسمتی سے اس مہینہ میں بھی زمانۂ جاہلیت کی بہت سی بدعتیں مسلمانوں میں درآئی ہیں۔ آیئے کتاب وسنت کی روشنی میں ان امور کا جائزہ لیں:

''صفر'' سے متعلق بعض احادیث:

۱- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إن رسول الله ﷺ قال: ''لا عدوى ولا صفر ولا هامة'' فقال أعرابي: يا رسول الله ﷺ فما بال إبلي تكون في الرمل كأنها الظباء، فيأتي البعير الأجرب فيدخل بينها يجربها؟ فقال: ''فمن أعدى الأول''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوت چھات کوئی چیز نہیں، صفر کچھ بھی نہیں، الو کی نحوست کا کوئی تصور نہیں۔ ایک اعرابی نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے اونٹ صحراؤں میں ہرنوں کی مانند ہوا کرتے ہیں، بعد میں ایک خارش زدہ اونٹ ان کے درمیان داخل ہوتا ہے اور ان سبھوں کو خارش زدہ بنا دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسی بات ہے تو پہلا اونٹ خارش میں کیسے مبتلا ہوا؟۔ (متفق علیہ)۔

اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خلق الله كل نفس فكتب حياتها و رزقها ومصائبها'' (دیکھئے: الصحیحہ/۱۱۵۲)۔

اللہ نے ہر نفس کو پیدا کیا ہے اور اسی کے ساتھ اس کی زندگی، روزی اور مصیبتوں کو بھی لکھ دیا ہے۔

۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"لاعدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر"۔

چھوت چھات کوئی چیز نہیں ، بدشگونی کوئی چیز نہیں ، الو کی نحوست کا کوئی تصور نہیں ،صفر کچھ بھی نہیں ۔(متفق علیہ)۔

۳۔ سنن ابوداود کی ایک روایت میں ہے:"سئل مالک رحمہ اللہ عن قولہ: "ولا صفر" قال: إن أھل الجاھلیۃ کانوا یحلون صفر، یحلونہ عاماً ویحرمونہ عاماً ، فقال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "لا صفر" (ابو داود ۴/۲۳۳/۳۹۱۴ صححہ الالبانی)۔

امام مالک رحمہ اللہ سے "لاصفر" کا معنیٰ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو حلال کر لیتے تھے ، ایک سال اسے حلال کرتے تھے اور ایک سال حرام ، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صفر کچھ بھی نہیں ، یعنی صفر کے سلسلہ میں یہ طریقہ حرام ہے۔

۴۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"کانوا یرون أن العمرۃ في أشھر الحج من أفجر الفجور في الأرض، ویجعلون المحرم صفر، ویقولون : إذا برأ الدبر وعفا الأثر وانسلخ صفر، حلت العمرۃ لمن اعتمر" (متفق علیہ)۔

لوگوں کا عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین کا سب سے بدترین عمل ہے ، اور ایسے ہی وہ محرم کو صفر بنا لیا کرتے تھے ، اور کہتے تھے : جب حج سے واپسی کے بعد اونٹوں کے جسموں کے گھٹے اور زخم مندمل ہوجائیں اور اس کے سارے نشانات مٹ جائیں اور ماہ صفر ختم ہوجائے تو عازمین عمرہ کے لئے عمرہ حلال ہوگا۔

۵۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:"باب صفر" وھو داء یأخذ البطن"۔

صفر کا بیان ، جو کہ پیٹ کا ایک مرض ہے۔(بخاری مع الفتح ۱۰/۱۷۱)۔

مذکورہ احادیث میں وارد بعض

الفاظ کی تشریح:

۱۔ "**لا عدوی**" چھوت چھات نہیں۔ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"اس کا سب سے واضح مفہوم یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ بعض بیماریاں اللہ کی تقدیر اور مشیت کے بغیر بذات خود متعدی ہوتی ہیں اور دوسروں میں سرایت کرتی ہیں۔ چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کے جواب میں اس مسئلہ کی دوٹوک وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "فمن أعدی الأول" یعنی اگر خارش از خود متعدی ہے تو پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی؟ مقصود یہ ہے کہ جس طرح پہلا اونٹ اللہ کی مشیت سے خارش میں مبتلا ہوا بعینہ اسی طرح دوسرے اونٹ بھی۔(لطائف المعارف، ص۶۸)۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کے عقیدہ کا ابطال مقصود ہے۔ (مفتاح دار السعادۃ ، ۲/۲۳۴)۔

۲۔ "**لا طیرۃ**" بدشگونی نہیں ، کہا جاتا ہے کہ "طیرۃ" ایک قسم کا جادو ہے جس کے ذریعہ عورت اپنے شوہر کے نزدیک محبوب ہونا چاہتی ہے۔ اور "تطیر" کے معنیٰ بدشگونی کے ہیں۔ یعنی کسی قول یا فعل یا کسی چیز کو دیکھ کر اپنے حق میں برا تصور کرنا۔(شرح مسلم للنووی، ۱۴/۲۱۸)۔

۳۔ "**لا صفر**" صفر کچھ بھی نہیں ، اس کے کئی معانی بتائے گئے ہیں:

۱۔ اس سے مراد ایک قسم کا سانپ ہے ، اور اس حدیث سے اس عقیدہ کی نفی مقصود ہے کہ وہ جسے کاٹ لے وہ مر ہی جاتا ہے ، چنانچہ اس کی نفی کی گئی کہ موت اللہ کی مشیت کے مطابق اپنے متعینہ وقت پر ہی آئے گی۔ (جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث "لا صفر")۔

۲۔ یہ پیٹ کی ایک بیماری ہے ، بتایا جاتا ہے کہ پیٹ میں سانپ نما بڑے بڑے کیڑے ہوجایا کرتے ہیں۔ یہ عربوں کے یہاں خارش سے بھی زیادہ متعدی مانا جاتا تھا ، نبی کریم

ﷺ نے اسے باطل قرار دیا۔ (یہ امام بخاری، احمد، طبری وغیرہ کی رائے ہے) (لطائف المعارف ،ص ۷۴، فتح الباری ۱۰/۱۷۱)

۳۔ اس سے مراد ماہ صفر ہے: اور اس کا دو مفہوم ہے:

ا۔ اس سے زمانۂ جاہلیت کے عقیدۂ ''نسی'' کا ابطال مقصود ہے، لوگ محرم وصفر میں تقدیم وتاخیر کیا کرتے تھے، یعنی محرم کو حلال اور صفر کو حرام کرتے تھے، یہ امام مالک کی رائے ہے۔ (لطائف المعارف ،ص ۷۴، فتح الباری ۱۰/۱۷۱)۔

۲۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس ماہ ''صفر'' کو منحوس سمجھتے تھے اور اس سے بدشگونی لیتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ مہینہ منحوس ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا۔ (علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے) (لطائف المعارف ،ص ۷۴)۔

علماء کے اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بھی مفہوم مراد لیا جائے بہر حال اللہ کے رسول ﷺ نے صفر سے متعلق تمام بے بنیاد عقائد کو باطل قرار دیا ہے۔

ماہ صفر کی بدعات:

جو لوگ اس ماہ میں نحوست کا عقیدہ رکھتے ہیں، اس سلسلہ میں من مانے نظریات بھی رکھتے ہیں چنانچہ بعض جاہل اور سادہ لوح حضرات بعض عارفین (صوفیاء) سے نقل کرتے ہیں کہ ہر سال تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور یہ ساری بلائیں ماہ صفر کے آخری بدھ کو اترتی ہیں اور اس وجہ سے یہ دن پورے سال کا دشوار گزار اور مشکل ترین دن ہوتا ہے، چنانچہ جو شخص اس دن چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، سورۂ کوثر سترہ مرتبہ، سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ اور معوذتین ایک مرتبہ پڑھے اور پھر سلام پھیرنے کے بعد درج ذیل دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل وکرم سے اس دن اترنے والی تمام تر بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا اور سال بھر کوئی مصیبت اس کے قریب بھی نہ پھٹکے گی۔ اور وہ دعا یہ ہے:

''اللهم يا شديد القوة، ويا شديد المحال، يا عزيز، يا من ذلت لعزتك جميع خلقك، اكفني من شر خلقك، يا محسن، يا مجمل، يا متفضل، يا منعم يا متكرم، يا من لا إله إنت، ارحمني برحمتك يا أرحم الراحمين، اللهم بسر الحسن و أخيه، وجده وأبيه وأمه وبنيه، اكفني شر هذا اليوم وماينزل فيه، يا كافي المهمات ويا دافع البليات، فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين''۔

ترجمہ: بسم اللہ۔۔۔۔۔۔اے اللہ، اے سخت طاقتور، اے پختہ تدبیر کرنے والے، اے غالب، اے اللہ جس کی عزت کے تابع تیری ساری مخلوق ہے، اے احسان کرنے والے، اے فضل واحسان اور نوازش وکرم کرنے والے، اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اے ارحم الراحمین مجھ پر اپنی رحمت برسا، اے اللہ! حسن، ان کے بھائی رضی اللہ عنہما، ان کے نانا (محمد ﷺ) ، ان کے والد (علی رضی اللہ عنہ)، ان کی والدہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) اور ان کے بیٹوں کے سر (وسیلہ) سے مجھے اس دن کے شر اور اس میں نازل ہونے والی بلاؤں سے محفوظ رکھ، اے محاذوں میں کافی ہونے والے، اے مصیبتوں کے ٹالنے والے والے'' '' عنقریب اللہ آپ کے لئے ان کے مقابلہ میں کافی ہوگا، وہ سننے اور جاننے والا ہے''۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔ (دیکھئے: رسالہ روی الظمآن في فضائل الأشهر والأيام ،ص ۴)۔

ملاحظات:

ا۔ مذکورہ خاص تفصیلات کے مطابق مصائب وبلیات کے نازل ہونے کا عقیدہ بے اصل ہے۔

۲۔ مذکورہ نماز بے اصل اور باطل ہے، بالخصوص مذکورہ تفصیلات کے ساتھ کوئی نماز شریعت میں ثابت نہیں۔ یہ محض

شریعت اسلامیہ پر جھوٹ اور بہتان ہے۔

۳۔ نماز کے بعد جو دعا وضع کی گئی ہے اس میں اسماء و صفات الٰہی کے ساتھ شرک باللہ کا عقیدہ بھی موجود ہے، چنانچہ اس میں آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیا گیا ہے (اللھم بسر الحسن۔۔۔) جو کہ کھلا شرک ہے۔

۴۔ اس دعا میں جن لوگوں کا وسیلہ لیا گیا ہے وہ آل بیت رسول کے افراد ہیں، جنہیں شیعوں کے عقیدہ میں ''پنج تن پاک'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر ان سے اس دعا میں وسیلہ لیا گیا ہے۔

مصائب و بلیات میں شیعہ حضرات علی الاعلان اور فخریہ طور پر یہ شعر بھی پڑھتے ہیں اور دفع بلیات کا عقیدہ رکھتے ہیں:

لي خمسة أطفي بها حر الوباء الحاطمة
المصطفى والمرتضى وابناهما والفاطمة

میرے پاس پانچ ہستیاں ایسی ہیں جن کے ذریعہ میں تباہ کن وبا کی حرارت کو سرد کرتا ہوں: مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، علی مرتضی رضی اللہ عنہ، ان کے دونوں بیٹے حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

یہ بھی پنج تن پاک کا عقیدہ ہے ان سے مشکل کشائی میں وسیلہ لیا گیا ہے، جو کہ شرک ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ تمام باتیں اور ماہ صفر سے متعلق نحوست اور بلاؤں کے نزول کا عقیدہ حرام ہے، اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، یہ ساری باتیں بلا شبہہ بعض شیعوں اور صوفیوں کی وضع کردہ ہیں۔

اسی طرح یہ لوگ صفر کے آخری بدھ کو جب مغرب وعشاء کے درمیان اپنی مسجدوں میں مجلسیں منعقد کرتے ہیں تو ان کے حلقہ میں ایک شخص ہوتا ہے جو کاغذات پر انہیں انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام کی سات آیتیں لکھ کر دیتا ہے۔ {سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ} (الصافات:۷۹)۔

دونوں جہان میں نوح علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

جسے یہ لوگ پانی میں دھو کر پیتے ہیں، اور ان کے عقیدہ کے مطابق اس کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ اسے اس اہم وقت میں تحریر کیا گیا ہے۔ اور پھر اسے تمام گھروں میں بطور تحفہ تقسیم کرتے ہیں۔ (دیکھئے: البدع الحولیہ، ص۱۲۷)۔

یہ تمام امور بھی بدعات کے قبیل سے ہیں شریعت میں ان کی کوئی دلیل نہیں، بلا شبہہ انبیاء کرام علیہم السلام پر سلامتی ہو لیکن دفع بلایا کے لئے انہیں پڑھنا، اسے مذکورہ مخصوص طریقہ سے لکھنا اور دھو کر اس کا پانی وغیرہ پینا بدعت وخرافات ہے۔

اسی طرح بعض ملکوں یا بعض شہروں میں کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہوئے ماہ صفر کے آخری بدھ کو مریض کی عیادت سے بھی احتراز کرتے ہیں، جب کہ بدشگونی شرک ہے جو کہ حرام ہے۔ (اصلاح المساجد، ص۱۱۶)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک'' (مسلم)۔ بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔

آج بھی ہمارے مسلمان بھائی ماہ ''صفر'' کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں طرح طرح کے باطل عقائد رکھتے ہیں، چنانچہ نہ اس ماہ میں سفر کرتے ہیں، نہ ہی کسی خوشی وفرحت کی مناسبت کا انعقاد کرتے ہیں، جیسے شادی بیاہ وغیرہ، اور جب مہینہ کا آخری بدھ آتا ہے تو خوب عظیم الشان مجلس منعقد کرتے ہیں، اور شہر و دیہات میں انواع واقسام کے مختلف کھانے اور حلویات وغیرہ پکواتے ہیں اور امراض سے شفایابی کے لئے ہری گھاس پر چلتے ہیں۔ (تحذیر المسلمین عن الابتداع و البدع فی الدین ، احمد بن حجر آل بوطامی ،ص۲۸۱)۔

یہ تمام چیزیں بدعات وخرافات ہیں، شریعت اسلامیہ میں ان کی کوئی دلیل نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت کے اصولوں کی روشنی میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کی چھاؤں میں جینے کی توفیق بخشے، آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

❁❁❁

[۱]

خصوصی مضمون

عالم عرب وعجم کی عظیم المرتبت شخصیت

ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم بستوی رحمہ اللہ

حیات وخدمات

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

نام ونسب : عبدالعلیم بن عبدالعظیم

تاریخ ومقام پیدائش : آپ کی پیدائش آپ کے آبائی گاؤں اکرہرا میں یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو ہوئی جیسا کہ مرحوم نے خود تحریر کیا ہے۔(ماہنامہ التوعیۃ: اپریل ۱۹۹۳ء ص ۱۵)

آبائی وطن اور محل وقوع : آپ کا آبائی وطن موضع اکرہرا، بڑھنی بازار، ضلع بستی (حال ضلع سدھارتھ نگر) ہے۔ جو ہندو نیپال کی سرحد بڑھنی اور جماعت کے مشہور ادارہ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر نیپال سے سات آٹھ کلومیٹر جنوب کی طرف بڑھنی۔ اٹوا روڈ پر واقع ہے۔ قدیم زمانے سے اس گاؤں کو علم وثقافت، علاقائی سیاست اور زمینداری میں شہرت حاصل ہے۔ اس گاؤں کے ایک علمی اور متدین گھرانے میں آپ نے آنکھیں کھولیں۔ آپ کے والد صاحب کے ساتھ ساتھ آپ کے سارے بھائی علم اور میدان تعلیم ودعوت سے جڑے ہوئے تھے۔

خاندانی پس منظر : آپ کے والد مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ (۱۹۰۰ء۔۱۹۷۷ء) ایک مصلح اور جیّد عالم دین تھے۔ ویسے تو آپ کا اصلی وطن اٹوا کے قریب کے ایک موضع بھاؤ پور، پرری ہے جو کہ شرک وبدعت اور ہر قسم کی خرافات اور توحید وسنت کے بجائے بے جا رسوم ورواج میں شہرت کا حامل گاؤں ہے، یہاں کے مشرکانہ ماحول اور غیر شرعی اطوار وعادات میں آپ پروان چڑھے مگر آپ کی طبیعت اس ماحول سے اچاٹ ہوگئی اور صاف وشفاف ماحول کی تلاش میں آپ نے یہاں سے ہجرت کر کے اپنے ننھیالی گاؤں اکرہرا میں آکر سکونت اختیار کر لی اور توحید وسنت کی تلاش اور اس کی جستجو میں سرگرداں رہے۔ اللہ نے آپ کی مدد کی اور دہلی میں مشہور اہل حدیث عالم مولانا عبدالوہاب صدری کی بارگاہ میں پہونچ گئے اور وہیں آپ کی خدمت میں رہ کر دینی علوم سے فیض یاب ہوئے۔ یہاں آپ کے ساتھیوں میں مولانا محمد جوناگڈھی جیسے جید عالم اور عظیم المرتبت مصلح اور داعی بھی تھے جن کی رفاقت نے آپ کے عقیدہ وعمل کو تازگی اور توحید وسنت کی دعوت اور اس کی اشاعت کا مزید حوصلہ عطا کیا۔

تعلیم کے بعد آپ نے اپنے آبائی وطن اور علاقے کو ہی اپنی دعوت واصلاح کا مرکز بنایا اور معاشرہ میں پھیلے ہوئے شرک وبدعات کے خلاف سینہ سپر ہوگئے۔ یوں تو فراغت کے بعد آپ نے مولانا محمد جوناگڈھی کے ساتھ رہ کر دعوت وتبلیغ کا منصوبہ بنایا تھا لیکن اللہ کی مشیت سے وطن لوٹ آئے اور اپنی سرگرمیوں کا آغاز دعوت وتبلیغ کے ساتھ اپنے گاؤں میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بلا معاوضہ تعلیم وتدریس سے کیا آپ مطالعہ کے بے حد شوقین تھے علامہ ابن القیمؒ اور ابن تیمیہؒ کی کتابیں اور تصنیفات ہمیشہ زیر مطالعہ رہتی تھیں اور انہیں کے علوم سے فیضیاب ہوکر میدان عمل میں لوگوں کی اصلاح اور رہنمائی کا کام کیا کرتے تھے۔

ایک مدت تک آپ آل انڈیا اہل کانفرنس کے مبلغ اور واعظ وداعی بھی رہے۔ آپ کے علم وتقویٰ اور زمینداری کی وجہ سے علاقے میں بڑا اثر ورسوخ تھا اور بڑی شہرت اور طاقت کے مالک تھے۔ آپ کا شمار علاقے کے باغیرت اور صاحب شوکت علماء وداعیان میں کیا جاتا تھا۔ مؤرخ جماعت ہمارے استاذ گرامی مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں: ''آپ کے والد مولانا عبدالعظیم ایک بااثر زمیندار گھرانے کے باغیرت اہل حدیث عالم تھے۔ علم، تقویٰ، حق گوئی، توحید خالص اور سنت صحیحہ کی اشاعت اور بدعات وخرافات کے خلاف جہاد میں ان کا ایک نمایاں مقام تھا رحمه الله وغفرله۔ (مجموعۂ مقالات: ۲۵۳/۴)

محدث کبیر مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب تحفہ اور جامعہ سراج العلوم کے بانی الحاج نعمت اللہ خان (والد بزرگوار خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری رحمہ اللہ) اور اسی طرح مولانا عبدالغفور بسکوہری وغیرہ علاقے میں منعقد ہونے والے تبلیغی جلسوں اور دعوتی دوروں میں ہمیشہ آپ کو ساتھ ساتھ لے کر چلتے تھے اور اس طرح ان بزرگوں کی مشترکہ کاوشوں سے پورے علاقہ میں دعوت وتبلیغ اور اصلاح معاشرہ کا کام اور توحید وسنت کی نشر واشاعت کا عمل بڑی تیزی اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کرتا تھا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: تراجم علمائے اہل حدیث: ۲۶۱/۱، مجموعہ مقالات رحمانی صاحب: ۳۸۵/۲)

آپ کے بھائیوں میں مولانا عبدالودود صاحب (جھنڈا نگر) مولانا عبدالصبور رحمانی اور مولانا نورعظیم ندوی ازہری تھے اور سب کے سب جید اور ممتاز علماء میں سے تھے۔

ذہین گھرانے کا ایک ذہین اور ہونہار فرد: آپ کا گھرانہ دینداری، تقوی شعاری اور طہارت وایمانداری کے ساتھ ذہانت وفطانت میں بھی ضرب المثل تھا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالصبور رحمانی اور تیسرے بھائی مولانا عبدالنور ازہری اپنے زمانے کے بلا کے ذہین طلباء اور علماء میں شمار کئے جاتے تھے، ڈاکٹر عبدالعلیم رحمہ اللہ بھی بچپن سے فطری طور پر رب العالمین کی اس نعمت سے مالا مال تھے مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ اس بابت تحریر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ: ''ان کے تینوں چھوٹے صاحبزادگان ذہانت وفطانت میں اپنے معاصرین میں ضرب المثل تھے۔ مولانا عبدالصبور رحمانی دارالحدیث رحمانیہ کے فارغ التحصیل ہیں، دور طالب علمی میں مضمون نگاری، تقریر وتحریر، نقد وتحقیق میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اور آج بھی معاملہ فہمی، دوراندیشی اور متانت وسنجیدگی میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ تیسرے صاحبزادے زیر تذکرہ مولانا عبدالنور صاحب تھے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے ہمارے دوست ڈاکٹر عبدالعلیم ہیں جو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے شعبہ نصاب تعلیم کے ایک اہم منصب پر فائز ہیں اور طالب علمی کے دور سے اب تک اپنی ذہانت وفطانت، اپنے تعمیری ذہن، اپنی تحقیقات وتصنیفات اور قلم کی روانی اور افکار کی ندرت، عربی اردو، دونوں زبانوں میں تصنیف وتالیف وتحقیق وخطابت وتکلم پر بھرپور قدرت اور انگریزی سمجھنے، لکھنے اور بولنے کی واجبی صلاحیت کے اعتبار سے ایک خاص مقام رکھتے تھے''۔ (مجموعہ مقالات: ۳۵۸/۲)

آپ کی ذہانت وفطانت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے بھتیجے شیخ سعید اختر مدنی رقمطراز ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا کی گئی ذہانت وفطانت شروع ہی سے عیاں تھی، مکتب ہی کے تعلیمی ایام میں قاضی عدیل عباسی رحمہ اللہ کی طرف سے بستی شہر میں منعقدہ مسابقہ علمیہ میں عم محترم شریک ہوئے اور تیس

سوالوں کے مکمل اور صحیح جواب دے کر اولین انعامات سے سرفراز ہوئے۔ پھر تو ان کی علمی فتوحات اور حصولیابیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا"۔ آگے لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء میں آپ نے مدینہ یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن سے B.A گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت مدینہ یونیورسٹی میں ۸۰ ممالک کے طلباء زیر تعلیم تھے۔ عم محترم کی یہ بڑی کامیابی تھی، یہ کامیابی ذاتی طور پر ان کے لئے، ان کے خاندان اور گاؤں کے لئے بلکہ وطن عزیز ہندوستان کے لئے بھی باعث صد افتخار تھی۔ اس وقت سعودی عرب کے وزیر تعلیم ہندوستانی دورہ پر آئے تھے اور کسی پروگرام میں بڑی خوشی سے یہ اعلان کیا کہ آپ کے ہندوستان کے ایک سپوت عبدالعلیم بن عبدالعظیم بستوی نے پوری دنیا میں ہندوستان کا نام روشن کیا ہے اور پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور ۹۹ رفیصد کچھ پوائنٹ نمبر حاصل کیا ہے۔ (مجلہ النور)

آپ کے والد مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ کی منہجی غیرت اور مسلکی حمیت : آپ کے والد بزرگوار مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ چونکہ اساطین حدیث مولانا عبدالوہاب صدری دہلی اور اپنے ساتھی مولانا محمد جوناگڈھی وغیرہ جیسے علماء سے فیض یافتہ تھے اسی لئے اپنے بیٹے عبدالنور (ازہری) کے بعد جب عبدالعلیم کو ندوہ تعلیم کے لئے بھیجا تو انہیں وہاں کے تعصب زدہ ماحول اور متصوفانہ نظریات اور اس کے غلط اثرات کو اپنے چھوٹے بیٹے پر بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا جس کے نتیجہ میں آپ کی غیرت نے وہاں عالمیت کر لینے کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس مولانا نذیر احمد دہلوی جیسی عبقری شخصیت اور وہاں کے صاف ستھرے سلفی ماحول میں روانہ کر دیا۔ اور وہیں سے آپ نے سند فضیلت لی اور پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ کے شرف سے بہرآور ہوئے، استاذ گرامی مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کی دردمندانہ تحریر اس سلسلے میں لائق مطالعہ ہے، آپ لکھتے ہیں کہ: "مولانا عبدالنور کے ندوہ میں موجود ہونے کے باعث ان کے چھوٹے بھائی عبدالعلیم صاحب بھی ابتدائی تعلیم کے معا بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء چلے گئے اور وہیں تعلیم حاصل کی لیکن مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ نے ندوہ کے ماحول کے اثرات بڑی شدت سے محسوس کئے اور ندوہ کے مقلدانہ جمود اس کی متصوفانہ گمراہی اور مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی کے مخصوص مزاج وتصور کے اثرات کے نتیجہ میں مولانا عبدالنور ندوی کے اندر سلفیت کی غیرت وحمیت جس طرح کمزور پڑی اور ندوہ اور اس کے ماحول اور مولانا علی میاں ندوی اور ان کے خاندان کے ساتھ غیر مشروط وفاداری کے باوجود اہل حدیث خاندان کا فرد ہونے کی وجہ سے ان کے اوپر علمی ترقی کے دروازے جس طرح بند کئے گئے اور علم وفضل میں ان سے کمتر لوگوں کو جس طرح ان پر ترجیح دی گئی ان سب کو دیکھتے ہوئے مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ مولانا عبدالعلیم کو اس گھٹن، تعصب، تقلید و جمود اور متصوفانہ خرافات کو برداشت کرنے کی فضا سے نکالنے کے لئے عالمیت کے بعد جامعہ رحمانیہ بھیج دیا تاکہ وہاں علامہ نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ جیسے غیور امام اور مولانا عبدالمتین رحمہ اللہ جیسے مجتہد اور شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے معارف کے واقف کار کی بنائی ہوئی فضا میں رہ کر وہ ندوہ کے غلط اثرات سے نجات حاصل کر کے غیرت حق اور حمیت توحید وسنت کا نمونہ بن سکیں۔ بحمد اللہ مولانا عبدالعظیم کی کوششیں ڈاکٹر عبدالعلیم کے سلسلے میں سو فیصد کامیاب ہوئیں اور وہ جامعہ رحمانیہ سے نکل کر مدینہ منورہ پہونچے جہاں علامہ عبدالعزیز ابن باز، ڈاکٹر محمد تقی الدین ہلالی، شیخ عبدالمحسن حمد العباد اور ڈاکٹر امین مصری کے فیوض اور علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیقات وتصنیفات اور مجالس نے انہیں کندن بنا دیا۔

(مجموعہ مقالات: رحمانی صاحب: ۳۵۹/۲)

ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم مختلف تعلیمی ڈگریاں اور اسناد:

آبائی گاؤں اکرھرا میں:

● ابتدائی تعلیم، قرآن مجید اور دیگر علوم وفنون اپنے والد ماجد مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷۷ء) سے حاصل کی جو کہ ایک متدین اور باصلاحیت ممتاز عالم دین اور ماہر مُربی تھے۔

● ۱۹۵۴ء میں جب آپ کے گاؤں اکرھرا میں اسلامی اور عربی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کا قیام عمل میں آیا (جو مدرسہ اسلامیہ اور المعہد الاسلامی اکرھرا کے نام سے آج بھی شہرت یافتہ ہے) تو آپ کو عربی اور دینی تعلیم کے لئے گاؤں کی اس درسگاہ میں داخل کرادیا گیا۔ (۶۰-۱۹۵۹) تک آپ نے یہاں تعلیم حاصل کی اور اس کے علمی فیض سے سیراب ہوئے۔

لکھنؤ کا سفر: عربی ادب اور دیگر علوم وفنون میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے ۱۹۶۱ء میں آپ نے ہندوستان کی مشہور ومعروف درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا سفر کیا جہاں پہلے سے آپ کے بھائی (مولانا عبدالنور ازہری) تعلیم حاصل کررہے تھے۔ اور عربی سوم میں داخلہ لے لیا۔ آپ نے اپنے بھائی کی نگرانی میں ندوہ کے اساتذہ سے عربی ادب اور دیگر فنون میں بھرپور استفادہ کیا اور پانچ سال تک مسلسل علم کی راہ میں لگے رہے۔ اور ۱۹۶۶ء میں سند عالمیت لیکر ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

جامعہ سلفیہ بنارس سے سند فضیلت: ۱۹۶۶ء کو ندوہ سے سند عالمیت لینے کے بعد علم وعقیدہ میں نکھار اور اہل حدیث اساطین علم وفن سے خوشہ چینی کے لئے مرکزی سلفی درسگاہ جامعہ سلفیہ بنارس میں فضیلت کے لئے داخل ہوگئے اور وہاں مولانا نذیر احمد املوی، مولانا عبدالمتین اور دیگر ماہرین حدیث وتفسیر سے دوسالوں تک علمی تشنگی اور پیاس بجھاتے رہے اور بفضل الٰہی امتیازی پوزیشن سے کامیاب ہوکر سند فضیلت سے سرفراز کئے گئے۔

عالمی یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ اور تعلیم: موصوف بڑے ذہین اور ہونہار تھے، ہمیشہ امتیازی نمبرات کے مستحق ٹھہرائے جاتے اور ممتاز پوزیشن پاتے تھے آپ کا نام ان چند خوش نصیبوں میں نکلا جنہیں عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ مل گیا۔ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۶۹ء میں اس سعادتمندی اور شادکامی سے سرفراز ہونے کے لئے سوئے طیبہ روانہ ہوئے اور وہاں داخلہ لیکر جامعہ کی علمی فضاؤں میں مختلف اساطین علم وفن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اور اتنا نکھرے کہ عالم عرب اور اسلام میں بعد میں چل کر اپنی ایک منفرد علمی وتحقیقی شناخت بنالی۔

چارسالوں تک کلیۃ الدعوۃ واُصول الدین سے منسلک رہے اور ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں لیسانس B.A کی ڈگری امتیازی نمبرات سے ہی نہیں بلکہ ٹاپ پوزیشن سے حاصل کی۔ آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ۹۹/ پوائنٹ کچھ فیصد حاصل کرکے پوری یونیورسٹی ٹاپ کی اور سعودی عرب میں صرف اپنا اور اپنے خاندان اور ادارہ کا ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا بھی نام روشن کیا۔

ماجستر (M.A) کا رسالہ اور اس کی علمی شان: جامعہ اسلامیہ مدینہ کی علمی فضاؤں میں رہتے ہوئے آپ ایک علمی اور تحقیقی ذوق کے باکمال ریسرچ اسکالر کی حیثیت پاچکے تھے اور یہ ذوق آپ کو معروف ادیب ڈاکٹر تقی الدین ھلالی اور علامہ ابن باز جیسے عالمی رہنماؤں سے ورثہ میں ملا تھا۔ چنانچہ مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد اپنے اس تحقیقی ذوق کی تکمیل اور علمی ورثہ

کے احیاء کے لئے جدہ کی مشہور یونیورسٹی جامعۃ الملک عبدالعزیز میں کلیۃ الشریعہ والدراسات الاسلامیۃ میں داخلہ لے لیا (یہ یونیورسٹی فی الوقت ام القریٰ یونیورسٹی کے نام سے مشہور ومعروف ہے) ماجستر میں آپ کے رسالہ کا عنوان تھا ''الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر فی میزان الجرح والتعدیل'' بڑی محنت اور جدوجہد سے آپ نے اپنا یہ علمی رسالہ مکمل کیا اور اپنی علمی صلاحیتوں کے جوہر ایسے بکھیرے کہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں آپ کو نہ صرف یہ کہ امتیازی پوزیشن سے ڈگری تفویض کی گئی بلکہ علم وتحقیق کی دنیا میں آپ کا یہ رسالہ اپنے عنوان پر ایک مستند علمی مرجع شمار کیا جانے لگا۔ یہ رسالہ بعد میں ''المھدی المنتظر فی ضوء الاحادیث والآثار الصحیحه واقوال اهل العلم وآراء الفرق المختلفة'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا اور آج بھی مرجع کے طور پر علماء وطلباء کی لائبریریوں کی زینت ہے۔ مؤرخ جماعت مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ اس رسالے کے بارے میں رقمطراز ہیں: جب آپ نے اپنا مندرجہ بالا مقالہ پیش کیا تو آپ کی تحقیق اور تتبع اور آپ کے نقطۂ نظر اور آپ کی اصابت رائے نے سارے ممتحنین کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس مقالہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ امام العلماء شیخ عبداللہ بن باز اور استاد محترم شیخ عبدالمحسن حمد العباد سابق وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے اسے اپنے موضوع پر غیر مسبوق قرار دیا اور یہ رسالہ اس وقت سے آج تک پوری دنیا میں اپنے موضوع پر سب سے اہم مرجع قرار دیا گیا ہے۔ (مجموعہ مقالات: ۴/ ۲۵۵)

جامعہ ازہر مصر سے دکتورہ (P.H.D) کی تکمیل :
ماجستر کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ نے یوں تو باضابطہ رابطہ العالم الاسلامی میں ملازمت اختیار کر لی مگر ابھی بھی آپ کا شوق طلب فرو نہیں ہوا تھا چنانچہ دکتورہ کی تکمیل کے لئے دوران ملازمت ہی جامعہ ازہر مصر میں داخلہ کے لئے کوششیں شروع کر دیں اور بالآخر اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے پی ایچ ڈی کے لئے منتخب کر لئے گئے اور سنن ابی داؤد کی چوتھی جلد کی تخریج، تحقیق اور تعلیق وحاشیہ کے عنوان پر رسالے کا کام شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ ایک عظیم علمی شاہکار تیار کر کے جامعہ ازہر میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء میں مناقشہ ہوا اور مناقشین کی اعلیٰ علمی کمیٹی نے آپ کو اس رسالے پر ممتاز پوزیشن سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی۔ آپ کا یہ رسالہ بھی علمی دنیا میں ابوداؤد کے بعض حصوں کی تحقیق پر ایک مستند اور لاجواب شاہکار ہے۔ بعض احباب نے آپ سے اس منہج پر مکمل ابوداؤد کی تخریج وتحقیق کی خواہش ظاہر کی تھی مگر اپنی مصروفیتوں اور رابطہ کی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ اس پر مزید کام نہ کر سکے۔

امام ابوداؤد پر ایک علمی مقدمہ : سنن ابی داؤد کی تخریج وتحقیق کے ضمن میں پی ایچ ڈی کے اس رسالے پر آپ نے امام ابوداؤد کی سوانح اور علمی مقام ومرتبہ پر ایک شاندار اور وقیع مقدمہ تحریر کیا ہے جس کا ترجمہ مولانا رفیق احمد سلفی سابق ایڈیٹر التوعیہ نے (التوعیہ نئی دہلی نومبر ۱۹۸۹ء میں) شائع کیا تھا اور سرخیل جماعت مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کا اس پر ایک گرانقدر ادارتی نوٹ بھی شائع ہوا تھا جو ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی اور ان کے اس مقالے اور اس کی خصوصیات واعلی مقام ومرتبہ کے سلسلے میں ایک جامع اور قابل مطالعہ تحریر ہے۔ (مجموعہ مقالات: ۴/ ۲۵۳-۲۵۷)

(جاری)

اللہ تعالیٰ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں

محمد مقیم فیضی

ذیل میں مختلف دور کے گیارہ ائمہ وعلماء کے اقوال بیان کئے جاتے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے علو وفوقیت اور آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہونے کے مسئلے میں امت کا اجماع واتفاق نقل کیا ہے۔

(۱) امام اوزاعی (ت ۱۵۷ھ)

بیان کرتے ہیں کہ: تابعین بکثرت تھے جب ہم یہ کہا کرتے تھے:

”إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَوْقَ عَرْشِهٖ وَنُؤْمِنُ بِمَا وَرَدَتْ بِهِ السُّنَّةِ مِنْ صِفَاتٍ“.

بالیقین اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر ہے اور سنت میں اس کی جو کچھ بھی صفات وارد ہوئی ہیں ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔(مختصر العلو للذھبی ۱۳۷ /اور الاسماء والصفات للبیھقی اور فتح الباری ۴۱۷/۱۳)

(۲) امام قتیبہ بن سعید (۱۵۰-۲۴۰ھ)

فرماتے ہیں: اسلام اور سنت وجماعت کے ائمہ کا یہی قول ہے کہ:

”نَعْرِفُ رَبَّنَا فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ عَلٰى عَرْشِهٖ، كَمَا قَالَ جَلَّ جَلَالُهُ: (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى)“.

ہم اپنے رب کو ساتویں آسمان پر اپنے عرش پر ہی جانتے ہیں، جیسا کہ جل جلالہ نے فرمایا: رحمان عرش پر مستوی ہوا۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: یہ ہیں اپنی امامت اور صدق میں مُسلّم حضرت قتیبہ جنھوں نے اس مسئلے پر اجماع نقل فرمایا ہے، انھوں نے مالک، لیث، حماد اور بڑے بڑوں سے ملاقات کی تھی، اور ایک لمبی عمر پائی تھی، ان کے دروازے پر حفاظ کی بھیڑ رہا کرتی تھی۔ (مختصر العلو ۱۸۷، درء تعارض العقل والنقل ۲۶۰/۶، بیان - تلبیس الجهمية:۲ /۳۷)

(۳) امام محدث زکریا ساجی (ت ۳۰۷ھ)

فرماتے ہیں: ”اَلْقَوْلُ فِي السُّنَّةِ الَّتِيْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا اَصْحَابَنَا اَهْلَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْنَ لَقِيْنَاهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى عَرْشِهٖ فِيْ سَمَائِهٖ يَقْرُبُ مِنْ خَلْقِهٖ كَيْفَ شَاءَ“. اس سنت کے متعلق قول جس پر ہم نے اپنے اصحاب اہل حدیث کو پایا ہے جن سے ہماری ملاقات ہوئی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آسمان میں اپنے عرش پر ہے اپنے مخلوق سے جس طرح چاہتا ہے قریب ہوتا ہے۔ انتھی

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: ساجی صاحب بصری کے شیخ اور اس کے حافظ تھے اور ابوالحسن اشعری نے علم حدیث اور اہل سنت کے مقالات انہیں سے حاصل کئے تھے۔ (مختصر العلو ۲۲۳، اجتماع الجیوش الاسلامیة لابن القیم

۲۴۵)

(۴) امام ابن بطہ عکبری شیخ حنابلہ (۳۰۴-۳۸۷ھ)

اپنی کتاب ”الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية“ میں فرماتے ہیں: ”بَابُ الاِيْمَانِ بِأَنَّ اللهَ عَلىٰ عَرْشِهٖ بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهٖ وَعِلْمِهٖ مُحِيْطٌ بِخَلْقِهٖ“۔اس بات پر ایمان لانے کا باب کہ اللہ تعالیٰ عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اس کا علم اپنی مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اس کے تحت لکھتے ہیں: ”صحابہ وتابعین اور مومنوں کے تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اس کا علم اس کی تمام مخلوقات کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اور اس کا انکار صرف وہی کرسکتا ہے جو حلولیہ کے مسلکوں کا پابند ہو چکا ہو اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں کجی پیدا ہوگئی ہے اور شیاطین نے ان کا اغوا کرلیا ہے، اس لئے وہ لوگ دین سے نکل چکے ہیں اور یہ کہنے لگے ہیں کہ: اللہ کی ذات سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے“ (دیکھئے: الابانة ۱۳۶/۳)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: ابن بطہ کبار ائمہ میں سے تھے، صاحب زہد وفقہ اور صاحب سنت واتباع تھے۔ (مختصر العلو ۲۵۲)

(۵) امام ابوعمر طلمنکی اندلسی (۳۳۹-۴۲۹ھ)

اپنی کتاب ”الوصول إلى معرفة الأصول“ میں فرماتے ہیں:

اہل سنت مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس کے قول: (وَهُوَمَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ) تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے کا اور اسی جیسی قرآن کی دیگر آیتوں کا مطلب اس کا علم ہوتا ہے، اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے آسمانوں کے اوپر اپنی چاہت کے مطابق اپنے عرش پر مستوی ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ: (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى) رحمان عرش پر مستوی ہوا کے متعلق اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا حقیقی ہے مجازی نہیں ہے“۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: طلمنکی صاحب کبار حفاظ اور علمائے اندلس کے ائمہ میں سے تھے۔ (درء التعارض ۲۵۰/۶، الفتاوى ۱۸۰/۵، بيان تلبيس الجهيمة ۳۸/۲، مختصر العلو ۲۶۴)

(۶) شیخ الاسلام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمان صابونی رحمہ اللہ (۳۷۲-۴۴۹ھ)

فرماتے ہیں: اصحاب حدیث اعتقاد رکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اس کی کتاب ناطق ہے...اور علمائے امت اور ائمہ سلف کے اعیان میں سے کسی نے اس بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور اس کا عرش اس کے آسمانوں کے اوپر ہے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: شیخ الاسلام صابونی فقیہ ومحدث اور صوفی وواعظ تھے، اپنے زمانے میں نیساپور کے شیخ تھے، ان کی کچھ عمدہ عمدہ سی تصنیفات بھی ہیں۔ (عقيدة السلف واصحاب الحديث...ص ۴۴ ت ابو اليمين المنصوری مختصر العلو ۲۶۵)

(۷) امام ابونصر سجزی رحمہ اللہ (ت ۴۴۴ھ)

اپنی کتاب ''الابانۃ'' میں فرماتے ہیں: ہمارے ائمہ مثل سفیان ثوری مالک، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم حنظلی اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ سبحانہ بذاتہ عرش پر ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے اور وہ قیامت کے دن عرش کے اوپر آنکھوں سے دیکھا جائے گا اور وہ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، ناراض ہوتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور جو بولنا چاہتا ہے بولتا ہے، لہٰذا جو بھی اس میں سے کسی چیز میں مخالفت کرے گا تو وہ ان سے الگ ہوگا اور وہ اس سے بیزار ہوں گے''۔(درء التعارض ۲۵۰/۶ اور ذہبی نے ان کا یہ کلام ''سیر'' ۶۵۶/۱۷ میں بھی نقل کیا ہے)

اور علامہ ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ: امام، چوٹی کے اہل علم، حافظ ومجود، شیخ سنت ابونصر... شیخ حرم اور ''الابانۃ الکبری کے مصنف''۔(ان کا یہ کلام ''جو بولنا چاہتا ہے بولتا ہے تک'' العلو میں بھی موجود ہے دیکھئے مختصر العلو: ۲۶۶-۲۶۷)

(۸) حافظ ابونعیم رحمہ اللہ صاحب حلیۃ الاولیاء (۳۳۶-۴۳۰ھ)

اپنی کتاب ''الاعتقاد'' میں فرماتے ہیں:

''ہمارا طریقہ سلف کا طریقہ ہے جو کتاب وسنت اور اجماع امت کی اتباع کرنے والے ہیں، اور ان کے اعتقادات میں سے کچھ باتیں حسب ذیل ہیں:

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی تمام قدیم صفات کے ساتھ کامل رہا ہے، نہ زائل ہوگا نہ بدلے گا... اور قرآن مقروء، متلو، محفوظ، مسموع، مکتوب اور ملفوظ تمام جہات سے حقیقی کلام اللہ ہے نہ حکایت ہے نہ ترجمہ... اور جو حدیثیں عرش اور اس پر اللہ تعالیٰ کے مستوی ہونے کے متعلق ثابت ہیں وہ ان سب کے قائل ہیں اور بلا تکییف وتمثیل ان کا اثبات کرتے ہیں، اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہے اور مخلوق اس سے جدا ہے نہ وہ ان میں حلول کرتا ہے نہ ان کے ساتھ اس کا امتزاج ہوتا ہے، اور وہ اپنی زمین میں نہیں (بلکہ) اپنے آسمان میں اپنے عرش پر مستوی ہے''۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: ''الحمد للہ کہ اس امام نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے، اور یہ اپنے زمانے میں بلا اختلاف حافظ عجم تھے... ابن عساکر نے ان کا تذکرہ ابوالحسن اشعری کے اصحاب میں کیا ہے''۔(درء التعارض ۲۶۱/۶، الفتاوی ۱۹۰/۵، بیان تلبیس الجهمية ۴۰/۲ مختصر العلو ۲۶۱)

(۹) امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (۲۶۴ھ)

اور

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (ت ۲۷۷ھ)

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اور حضرت ابوزرعہ سے اصول دین میں مذاہب اہل سنت کے متعلق سوال کیا اور یہ پوچھا کہ ان دونوں نے انہیں تمام ملکوں میں کیسا پایا اور ان کے اعتقادات اس سلسلے میں کیا تھے؟

تو ان دونوں نے فرمایا: ہم نے حجاز وعراق، اور شام ویمن تمام ملکوں کے علماء کو اس مذہب پر پایا کہ:

ایمان قول وعمل (دونوں) کا نام ہے اور بڑھتا اور گھٹتا ہے... اور اللہ عزوجل اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنا وصف بیان فرمایا ہے (اور) اس کی کیفیت میں نہیں جاتے، اس نے علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے (لَيْسَ كَمِثْلِهِ

شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ) اس کے جیسا کوئی نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

بیان کیا: اور میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو برا بھلا کہتے ہیں''۔

اور زندیقوں کی علامت یہ ہے کہ:

وہ اہل سنت کو حشو یہ کہتے ہیں، چاہتے ہیں کہ روایتیں باطل ہوجائیں۔

اور جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ:

وہ اہل سنت کو مشبھہ کہتے ہیں: (یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو تشبیہ دینے والے ہیں)۔

اور روافض کی علامت یہ ہے کہ:

وہ اہل سنت کو نواصب کہتے ہیں۔انتھی

(شرح اصول اعتقاد اہل السنة والجماعة للامام اللالکائی ت ۴۱۸ھ،۱۹۷-۲۰۴)۔

(۱۰) امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (ت ۴۶۳ھ)

''التمھید'' میں حدیث نزول کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ عزوجل آسمان میں اپنے عرش پر ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جیسا کہ جماعت اس کی قائل ہے اور یہ لوگ معتزلہ اور جہمیہ کے خلاف حجت ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ عزوجل عرش پر نہیں بلکہ ہر جگہ ہے''۔

اس کے بعد انھوں نے اس کے دلائل ذکر کئے ہیں، اور ان میں سے حسب ذیل دلائل بھی ہیں:

''اس بات کی ایک حجت کہ اللہ عزوجل ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے یہ بھی ہے کہ عرب وعجم کے تمام موحدین جب کسی تکلیف یا مصیبت وکرب میں گرفتار ہوتے ہیں تو ان کے چہرے آسمان کی طرف اٹھ جاتے ہیں اور وہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے فریاد کررہے ہوتے ہیں، اور یہ چیز عوام وخواص میں اس قدر مشہور ومعروف ہے کہ بس اس کا بیان کردینا ہی بطور دلیل کافی ہے کیونکہ یہ ایک ایسی اضطراری کیفیت ہوتی ہے کہ کوئی انہیں زجروتوبیخ کرتا ہے نہ کوئی مسلمان اس پر انہیں نکیر کرتا ہے''۔

مزید فرماتے ہیں: اہل سنت کا قرآن وسنت میں وارد تمام صفات کے اقرار، ان پر ایمان رکھنے اور انہیں مجاز کی بجائے حقیقت پر محمول کرنے پر اجماع ہے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہ کسی صفت کی کیفیت نہیں بیان کرتے اور نہ وہ اس کے متعلق کسی محصور صفت کی حد بندی کرتے ہیں، مگر اہل بدعت وجہمیہ اور سارے معتزلہ اور سب کے سب خوارج ان کا انکار کرتے اور ان میں سے کسی کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے ہیں، اور اس بات کے قائل ہیں کہ ان کا اقرار کرنے والے مشبھہ ہیں، اور ان کا اثبات کرنے والوں کے نزدیک یہ لوگ معبود کی نفی کرنے والے ہیں، اور حق انہیں باتوں میں ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے منطوق کے قائل حضرات نے کہی ہیں اور الحمدللہ وہی جماعت کے ائمہ بھی ہیں''۔

اور انھوں نے حدیث جاریہ (لونڈی والی مشہور حدیث) سے بھی استدلال کیا ہے، اور جو لوگ استوی کا معنی استولی یعنی قابض ہوا کرتے ہیں ان کا تفصیل کے ساتھ عمدہ جواب دیا ہے۔(دیکھئے فتح البر بترتیب التمھید ۲/۷-۴۸)

علامہ ذہبی ان کی مذکورہ عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم انھوں نے سچ فرمایا، یقینا جو شخص تمام صفات کی تاویل کرے گا اور جو کچھ ان کے متعلق وارد ہوا ہے ان سب کو کلام مجاز پر محمول کرے گا تو یہ سلب اسے رب کی تعطیل تک لے جائے گا، اور معدوم کے مشابہ ہو جائے گا، جیسا کہ حماد بن زید سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''مثل جہمیہ کے ان لوگوں کی طرح جنھوں نے کہا کہ ہمارے گھر میں ایک کھجور کا درخت ہے، کہا گیا: اس کی شاخیں ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں، کہا گیا: اس کی شاخوں کی جڑ ہے؟ ان لوگوں نے کہا: نہیں، کہا گیا: اس میں تازہ کھجوریں اور گچھے ہوتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، کہا گیا: اس کا تنا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: نہیں، ان سے کہا گیا: تب تمہارے گھر میں کوئی کھجور کا درخت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی حال ان نفاۃ (صفات الٰہی کی نفی کرنے والوں) کا ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارا معبود اللہ تعالیٰ ہے، مگر وہ زمان میں ہے نہ مکان میں، نہ دیکھا جائے گا، نہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ بات کرتا ہے، نہ خوش ہے، نہ ناراض ہوتا ہے، نہ ارادہ کرتا ہے، نہ اور نہ... اور وہ کہتے ہیں: پاک ہے وہ ذات جو صفات سے منزہ ہے! مگر ہم کہتے ہیں: پاک ہے وہ اللہ جو بلند ہے، عظیم ہے، سمیع وبصیر (سننے دیکھنے والا) ہے، مرید (ارادہ کرنے والا) ہے، جس نے حضرت موسیٰ سے صاف صاف بات کی، حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا، آخرت میں دکھائی دے گا، ان تمام صفات سے متصف ہے جس سے اس نے خود اپنے آپ کو متصف کیا ہے یا اس کے رسول نے اسے متصف کیا ہے، وہ مخلوقات کی صفات اور انکار کرنے والوں کے انکار سے منزہ ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اور ابو عمر بن عبد البر علم کے سمندروں، اور حدیث کے ائمہ میں سے تھے آنکھیں بہت کم ان جیسا دیکھ پاتی ہیں، وہ بلند اسناد تھے، ابن اعرابی اور اسماعیل صفار کے اصحاب سے ان کی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور انھوں نے بڑی بڑی مصنفات روایت کی ہیں، شہر در شہر ان کے علم وفضل کی شہرت ہے۔ ان کی وفات سن ۴۶۳ھ میں ۹۶/ برس کی عمر میں ہوئی۔ (دیکھئے: مختصر العلو ص ۲۶۹)

(۱۱) امام الائمہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ (ت ۳۱۱ھ)

فرماتے ہیں: جس نے بھی یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں کے اوپر اور اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے تو اس سے توبہ کرانا واجب ہے اگر توبہ کر لے تو بہت خوب ورنہ اس کی گردن ماردی جائے گی پھر اسے کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیا جائے گا تاکہ اہل قبلہ اس کی بدبو سے اذیت میں آئیں نہ اہل ذمہ۔ (دیکھئے: درء التعارض ۶/ ۲۶۴)

اور ذہبی نے ان کے متعلق ''سیر اعلام النبلاء'' (۱۴/ ۳۶۵) میں فرمایا:

''حافظ حجت فقیه شیخ الاسلام امام الأئمة''

اور ان سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے: ''جو شخص اس بات کا اقرار نہ کرے کہ اللہ اپنے عرش پر مستوی، اپنے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے تو وہ کافر ہے حلال الدم (یعنی اس کا خون حلال) ہے، اور اس کا مال مال فئ میں شمار ہوگا''۔

(ان شاء اللہ جاری ہے)

[۱]

بحث وتحقیق

کیا امیر معاویہ، ان کے بھائی اور والد رضی اللہ عنہم پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی؟

کفایت اللہ سنابلی

امام أحمد بن يحيى، البلاذری (المتوفی 279) نے کہا:

حَدَّثَنَا خَلَفٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بن سعيد عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَمَرَّ أَبُو سُفْيَانَ عَلَى بَعِيرٍ وَمَعَهُ مُعَاوِيَةُ وَأَخٌ لَهُ، أَحَدُهُمَا يَقُودُ الْبَعِيرَ وَالآخَرُ يَسُوقُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَنَ اللَّهُ الْحَامِلَ وَالْمَحْمُولَ وَالْقَائِدُ وَالسَّائِقُ .[أنساب الأشراف للبلاذري: 5/ 129]

سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا ان کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ایک بھائی تھے۔ ان میں سے ایک اونٹ کو چلا رہا تھا اور دوسرا ہانک رہا تھا۔ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو سواری اور سوار پر نیز چلانے والے اور ہانکنے والے پر[أنساب الأشراف للبلاذري، ط، دار الفكر: 5/ 136 رجاله ثقات ومتنه منكر و اخرجه البزار فى مسنده (9/ 286) من طريق سعيدبن جمهان به نحوه ، وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (1/ 113) : رواه البزار، ورجاله ثقات]

اس روایت میں بنوامیہ میں سے تین بڑے صحابہ پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خصوصی لعنت کا ذکر ہے۔ یہ روایت اصول حدیث کی رو سے صحیح نہیں ہے اس میں دو علتیں ہیں:

پہلی وجہ:

سعید بن جمہان کی خاص سفینہ سے روایات پر محدثین نے خاص کلام کیا ہے۔

امام أبوداؤد رحمہ اللہ (المتوفی 275) نے کہا:

هو ثِقَة إن شاء الله، وقوم يقعون فيه(وقوم يضعفونه)، إِنَّمَا يخاف ممن فَوْقه وسمى رَجُلاً.

وہ (سعید بن جمہان) ان شاء اللہ ثقہ ہے اور بعض لوگ اسے ضعیف قرار دیتے ہیں انہیں اس سے اوپر کے طریق میں یعنی سفینہ والے طریق میں خوف ہے[سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود، ت الأزهري: ص: 218، تهذيب الكمال للمزي: 10/ 377 ومابين القوسين عنده]

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سفینہ والے طریق میں سعید بن جمہان کی تضعیف کی تردید نہیں کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بھی ان محدثین سے متفق ہیں جو سفینہ کے طریق میں سعید بن جمہان کو ضعیف مانتے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ خود ایک ناقد امام ہیں اور وہ سعید بن جمہان کی تضعیف کرنے والوں کی مراد یہ بتلارہے ہیں کہ وہ سفینہ کے طریق میں سعید بن جمہان کی تضعیف کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا کہ امام ابوداؤد کی نظر میں جن ائمہ نے سعید بن جمہان کی تضعیف کی ہے انہوں نے سفینہ ہی کے طریق میں ان کی تضعیف کی ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی 365) نے کہا:

وقد روي عنه عن سفينة أحاديث لا يرويها غيره وأرجو أنه لا بأس به فإن حديثه أقل من ذاك.

سفینہ کے طریق سے سعید بن جمھان کی کئی ایسی احادیث مروی ہیں جنہیں سفینہ سے ان کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں کرتا لیکن مجھے امید ہے کہ سعید بن جمھان کے اندر کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ اس کی حدیث بہت کم ہے [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 4/ 458]

محدثین نے خاص سفینہ سے سعید بن جمھان کی روایت پر کلام کیا ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سفینہ سے سعید بن جمھان کی کئی روایات منکر ثابت ہوتی ہیں مثلاً:

پہلی مثال:

امام بزار رحمہ اللہ (المتوفی 292) نے کہا:

حَدَّثَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسَى ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ ، عَنْ سَفِينَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، الحديث ۔۔الخ

(ترجمہ مکمل حدیث) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے (خواب) دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری ہے تو آپ کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھاری ہو گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھاری ہو گئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ بھاری ہو گئے، پھر ترازو اٹھا لی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تاویل یہ کی کہ یہ خلافت نبوت کی طرف اشارہ ہے اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا ملوکیت دے دے گا۔ [مسند البزار: 9/ 281]

یہ روایت بھی سعید بن جمھان کی بیان کردہ ہے اور سعید تک اس کی سند صحیح ہے۔

لیکن اس میں اول تو نبی ﷺ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے بعد ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے خلیفہ ہونے کی پیشین گوئی کی ہے، جبکہ صحیح بات یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ آگے وضاحت آرہی ہے۔

دوسرے یہ کہ اس روایت میں خلافت علی منہاج النبوۃ صرف ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کو کہا گیا ہے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور بتلایا گیا ہے۔ جبکہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی خلفاء راشدین میں شامل ہیں اور ان کی خلافت بھی خلافت علی منہاج النبوۃ ہے۔

دراصل یہ روایت بھی دیگر مردود ذرائع سے آئی ہے اور سعید بن جمھان نے انہیں مردود ذرائع سے سن کر اسے سفینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کر دیا۔

دوسری مثال:

امام نعیم بن حماد المروزی (المتوفی 228) نے کہا:

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ رضى الله عنه الحديث ۔۔الخ

(ترجمہ مکمل حدیث) ''سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کی تو ابوبکر

رضی اللہ عنہ آئے اورانہوں نے ایک پتھر رکھا، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ایک پتھر رکھا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اورانہوں نے ایک پتھر رکھا، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: یہ لوگ میرے بعد خلیفہ بنیں گے'' [الفتن لنعيم بن حماد 1/ 107 رقم258]

یہ روایت بھی سعید بن جمھان کی بیان کردہ ہے اور سعید تک اس کی سند صحیح ہے۔

لیکن اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو خلیفہ نامزد کیا ہے۔اور یہ بات دیگر صحیح احادیث کے خلاف ہے۔کیونکہ صحیح احادیث یہ بتلاتی ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی خلیفہ نامزد نہیں کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت پر نقد کرتے ہوئے اور اسے صحیح احادیث کے خلاف بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

لأَنَّ عُمَر بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَلِيًّا، قَالا: لَم يَستَخلِفِ النَّبِيُّ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم.

کیونکہ عمر بن الخطاب اور علی رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔[الضعفاء للبخاري، ت ابن أبي العينين: ص: 54]

امام بخاری کی ذکر کردہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دیکھئے: [صحيح البخاري 9/ 81 رقم 7218] اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کے لئے دیکھئے: [صحيح البخاري 6/ 12 رقم 4447]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت پیش کرکے کہا:

اس حدیث اور ماقبل کی حدیث میں دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی صراحت کے ساتھ خلیفہ نامزد نہیں کیا[السنن الكبرى للبيهقي، ط الهند: 8/ 149]

امام نووی رحمہ اللہ نے ایک حدیث کی تشریح میں لکھا:

اس میں اہل سنت کی اس بات کی دلیل ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس لئے نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی خلافت پر صریح نص موجود ہے بلکہ صحابہ کا انہیں خلیفہ بنانے پر اور فضیلت کی بنیاد پر انہیں فوقیت دینے پر اجماع ہوا ہے۔ اگر اس بات پر کوئی نص ہوتی تو انصار وغیرہم کی طرف سے شروع شروع میں کوئی اختلاف ہوتا ہی نہیں بلکہ نص یاد کرنے والا اس نص کا تذکرہ کردیتا اور سب اس کی طرف رجوع ہوجاتے۔لیکن شروع شروع میں اختلاف ہوا کیونکہ اس معاملہ پر کوئی نص نہ تھی، پھر سب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اتفاق کرلیا اور اسی پر فیصلہ ہوگیا[شرح النووي على مسلم 15/ 154]

اس سے واضح ہوگیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی صراحت کے ساتھ خلیفہ نامزد نہیں کیا اس لئے اس روایت میں خلیفہ نامزد کرنے کی جو بات ہے وہ غلط ہے۔

دراصل یہ بات بھی دیگر مردود ذرایع سے منقول ہے بلکہ ایک کذاب نے بھی اس بات کو سفینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی بیان کررکھا ہے انہیں ذرائع سے سن کر سعید بن جمھان نے بھی اس بات کو سفینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کردیا۔

تیسری مثال:

امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی 241) نے کہا:

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا حَشْرَجٌ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ،عَنْ سَفِينَةَ رضى الله عنه الحديث ۔۔الخ

(ترجمہ مکمل حدیث) ''سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: سنو! مجھ سے قبل جو بھی نبی آئے سب نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی، اور اس کی دائیں آنکھ پر موٹی پھلی ہوگی، اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم کی دو وادیاں ہوں گی، جنت کی وادی حقیقت میں جہنم ہوگی اور جہنم کی وادی حقیقت میں جنت ہوگی، **اس کے پاس دو فرشتے بھی ہوں گے جو دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے، اگر میں چاہوں تو ان دونوں کے نام مع ولدیت بتلادوں، ان میں سے ایک اس کے دائیں جانب ہوگا اور دوسرا اس کے بائیں جانب ہوگا اور یہ ایک آزمائش ہوگی۔ پھر دجال کہے گا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندگی اور موت نہیں دیتا؟ تو دونوں فرشتوں میں سے ایک اس سے کہیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، اس بات کو اس کے دوسرے ساتھی کے علاوہ لوگوں میں کوئی اور نہیں سن سکے گا۔ تو اس سے اس کا ساتھی (دوسرا فرشتہ) کہے گا: تم نے سچ کہا۔ تو لوگ اسے سنیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ اس نے دجال کی بات کو سچ کہا اور یہ ایک آزمائش ہوگی۔** پھر وہ چلے گا یہاں تک مدینہ آئے گا لیکن مدینہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت اسے نہیں ملے گی۔ تو وہ کہے گا یہ اسی آدمی کا شہر ہے۔ پھر وہ وہاں سے چل کر شام پہنچے گا تو اللہ اسے **عقبہ افیق** کے پاس ہلاک کردے گا۔ [مسند أحمد ط الرسالة 36/ 258]

یہ روایت بھی سعید بن جمھان کی بیان کردہ ہے اور سعید تک اس کی سند صحیح ہے۔

لیکن اس میں ایسی عجیب وغریب باتوں کا ذکر ہے جو اس مضمون کی دیگر صحیح احادیث میں نہیں ملتیں مثلاً اس میں دجال کے ساتھ دو نبی جیسے فرشتوں کا ذکر ہے اور ان کے عجیب وغریب کردار کا ذکر ہے۔ اسی طرح عقبۃ اُفیق کے پاس دجال کے ہلاک ہونے کی بات دیگر صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

دراصل یہ باتیں بھی سعید بن جمھان تک غیر معتبر ذرائع سے پہنچی ہیں اور اس نے ان باتوں کو اس حدیث میں بھی شامل کردیا۔

فائدہ:

مسند احمد کے محققین سعید بن جمھان کی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس سیاق کے ساتھ یہ حدیث ضعیف ہے، اسے سعید بن جمھان سے بیان کرنے میں حشرج بن نباتہ منفرد ہے اور بعض اہل علم نے اشارہ کیا ہے کہ ان دونوں کی احادیث میں غریب اور منکر باتیں ہوتی ہیں اور ان کی اس حدیث میں بھی ان دونوں کی طرف سے کچھ اسی طرح کی باتیں بیان ہوئی ہیں جیسا کہ ہم آگے وضاحت کریں گے'' [حاشیه نمبر (1) مسند أحمد ط الرسالة 36/ 258]

عرض ہے کہ سعید بن جمھان یہاں بھی سفینہ سے روایت کررہا ہے اس لئے یہ ساری مصیبتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں حشرج بن نباتہ کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

ان مثالوں سے یہ بات متحقق ہوجاتی ہے کہ خاص سفینہ سے سعید بن جمھان کی منفرد روایات میں منکر باتیں ہوتی ہیں اس لئے اس طریق سے مروی اس کی روایات کی جن باتوں میں وہ منفرد ہوگا وہ باتیں ضعیف شمار ہوں گی اور زیر بحث حدیث بھی اسی طریق سے ہے۔

(...جاری ہے)

ایمانیات

[۱۲]

استقامت: فضائل اور رکاوٹیں

ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

۲۷۔ اضطراب وحیرانی سے حفاظت:

اسی طرح استقامت کی ایک فضیلت حیرت، اضطراب، شکوک وشبہات، قلق و پریشانی اور دیگر حزن و ملال اور نفسیاتی بیماریوں سے سلامتی ہے۔

چنانچہ اہل استقامت کو بیشمار قضیوں، مسائل، شرعی احکام، قیامت کی نشانیوں، نبی کریم ﷺ کے بتلائے ہوئے حوادث، حق وباطل کی ستیزہ کاری اور کفار ومسلمین کے مابین پنجہ آزمائی وغیرہ کی معرفت ہوتی ہے۔

لہٰذا اپنے دین پر مستقیم شخص کی توحید پختہ اور ایمان مکمل ہوتا ہے، اور وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ مسلمان کو اِس زندگی میں مرض، خوف یا مصیبت وغیرہ جو بھی مسائل پیش آتے ہیں، اسی طرح لوگوں کو جو بھی آرام وتکلیف کا سامنا ہے، سب اللہ کے قضا وقدر کا نتیجہ ہے۔

اس کے برخلاف غیر مستقیم کو آپ دیکھیں گے کہ وہ حیرت و اضطراب اور حزن وقلق میں ڈوبا رہتا ہے، جو بھی مسائل یا حوادث آج کل پیش آتے ہیں انہیں نہیں سمجھتا، نہ ہی نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کا اسے کوئی علم ہوتا ہے، قضا وقدر پر ایمان غائب ہوتا ہے، اس دنیا میں جو کچھ پیش آتا ہے قضا وقدر کے سبب ہوتا ہے اس کا اسے کوئی تصور ہی نہیں ہوتا، لہٰذا اس پر حزن وملال اور خوف وقلق کا غلبہ اور نفسیاتی بیماریوں کا حملہ ہوتا ہے، اور اسے یاد نہیں ہوتا کہ اللہ نے تقدیریں متعین فرمائی ہیں، اور مستقبل اس دین کا اور انجام کار متقیوں کے لئے ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

{هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ} [الصّف:۹]۔

وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا، تا کہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کردے اگر چہ مشرکین ناخوش ہوں۔

نیز ارشاد باری ہے:

{ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ}[الحدید:۲۲]۔

نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”كتب الله مقادير الخلائق قبل أن يخلق السماوات

والأرض بخمسين ألف سنة، وكان عرشه على الماء'' (اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

اللہ عزوجل نے مخلوقات کی تقدیریں زمین اور آسمانوں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی ہیں' اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

۲۸۔ خوبصورتی اور خوبروئی:

اسی طرح استقامت کی ایک فضیلت جیسا کہ علماء نے ذکر کیا ہے' دنیا وآخرت میں ظاہری خوبصورتی وخوبروئی بھی ہے۔

اور یہ چیز الحمدللہ واقع اور مشاہدہ میں ہے' کیونکہ جو چیز دل میں ہوتی ہے اس کا عکس چہرہ کے خدوخال پر جھلکتا ہے' چنانچہ انسان جس قدر استقامت اپنائے گا اللہ عزوجل اسے ظاہری خوبصورتی اور حسن وجمال سے بھی نوازے گا' کیونکہ گناہ ومعاصی روسیاہی کا سبب ہیں، والعیاذ باللہ۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

{سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ...}[الفتح:۲۹]۔

ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدہ کے نشان کے سبب ہے۔

علماء کہتے ہیں: ''جس قدر عبادت زیادہ ہوگی چہروں پر نور جھلکے گا' اور عبادت گزار پر شرافت اور خشوع کی لہر دوڑے گی؛ کیونکہ نیکی دل میں نور' چہرہ پر روشنی' روزی میں فراخی اور لوگوں کے دلوں میں محبت کا باعث ہے'' (دیکھئے: تفسیر ابن کثیر وتفسیر ابن سعدی رحمہما اللہ، مذکورہ آیت کریمہ کے تحت)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس قدر نیکی اور تقویٰ کی کثرت ہوگی حسن وجمال دوبالا اور قوی تر ہوگا اور جس قدر گناہ وسرکشی بڑھتی جائے گی عیب وبدصورتی میں اضافہ ہوگا' یہاں تک کہ اس کا عکس چہرہ پر حسن وقبح کی شکل میں ظاہر ہوگا، چنانچہ کتنے لوگ ہیں جو خوبصورت نہ تھے لیکن اعمال صالحہ کے سبب ان میں وہ حسن وجمال آیا کہ اس کی جھلک ان کی شکل وصورت پر بھی ظاہر ہوگئی...'' (الاستقامہ، از امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۱/۳۶۵))۔

۲۹۔ دنیوی وسعت اور زہد وورع میں توازن:

اسی طرح استقامت کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ استقامت مومن کو دنیوی فراخی اور رزق حلال کی کوشش سے منع نہیں کرتا' تاکہ مومن اس کے ذریعہ اپنا اور اپنے اہل خانہ کا پیٹ بھر سکے' اس کے ذریعہ اللہ کی اطاعت پر مدد لے سکے اور لوگوں سے بے نیاز ہوکر ان کے مال ودولت کی جستجو نہ کرے' لیکن ساتھ ہی دنیا ہی اس کی سب سے بڑی سوچ اور علم کی انتہا نہ ٹھہرے اور اللہ کے فرائض وواجبات سے اسے غافل نہ کرے۔

بہت سے لوگ اس معاملہ میں بے احتیاطی کا شکار ہوجاتے ہیں' یا تو اصول وضابطے کے بغیر دنیوی فراخی کے حصول میں لگ کر آخرت سے یکسر غافل ہوجاتے ہیں' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا اسی مقصد کے لئے پیدا ہی کئے گئے ہیں' چنانچہ آپ دیکھیں گے وہ اس فانی دنیا کے حصول کے لئے واجبات ترک کردیتے اور حرام کاریوں میں جاواقع ہوتے ہیں' نعوذ باللہ۔

اور یا تو اس سے بالکلیہ اعراض کرتے ہوئے اپنے نفس پر سختی کرتے ہیں اور اُسے اللہ کی حلال کردہ چیزوں سے بھی محروم کردیتے ہیں' چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ وہ فقیروں سوالیوں جیسی

زندگی گزارتے ہیں، اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کو ضائع کر لیتے ہیں، اور بہت سی بھلائیوں سے محروم ہو جاتے ہیں، اور یہ ساری چیزیں دنیا سے بے رغبتی واعراض اور فکر آخرت کے نام پر انجام دی جاتی ہے۔

حالانکہ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علماء کے قول کے مطابق حقیقی زہد ''آخرت میں نفع نہ دینے والی چیزوں کے ترک'' کا نام ہے۔

اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ ''زہد: آخرت سے غافل کرنے والی دنیا کی غیر ضروری چیزوں کے ترک کا نام ہے''۔

اور سب سے عمدہ طریقہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:

''أما أنا فأصوم وأفطر، وأقوم وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني'' (متفق علیہ)۔

میں روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، شب بیداری بھی کرتا ہوں، سوتا بھی ہوں، لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

اور یہی حال بعض بڑے صحابہ کا بھی تھا، جیسے صدیق اکبر، عمر، عثمان، علی، عبد الرحمن بن عوف، اور مہاجرین وانصار میں سے دیگر دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم، اور ان کے پیروکار سلف صالحین رضی اللہ عنہم ورحمہم۔

انہوں نے اس دنیا میں اس بات کو اچھی طرح جانا کہ ان کے کیا حقوق ہیں، اور ان پر دوسروں کے کیا حقوق ہیں، لہٰذا انہیں اپنے ہاتھوں ہی میں رکھا، دلوں میں نہ بسایا، حسب کفایت اس میں سے لے لیا اور بقیہ جو ان کے لئے آخرت میں نفع بخش اور عبادت الٰہی میں معاون نہ تھا، اس سے بے رغبت ہو کر ترک کر دیا، اور اسے اللہ کے دین کی نصرت میں بے دریغ خرچ کر دیا۔

ہمیں حسب ذیل فرمان باری میں غور کرنا چاہئے:

{وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ} [القصص:۷۷]۔

اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول، اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر، اور زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔

اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''من كانت الآخرة همه جعل الله غناه في قلبه، وجمع له شمله، وأتته الدنيا وهي راغمة، ومن كانت الدنيا همه جعل الله فقره بين عينيه، وفرق عليه شمله، ولم يأته من الدنيا إلا ما قدر له'' (اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے، صحیح الجامع (۲۰۶۸))۔

جس کی فکر آخرت (پر مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی مالداری اس کے دل میں کر دے گا، اس کے متفرق امور کو اکٹھا کر دے گا، اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی، اور جس کی فکر دنیا (پر مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی فقیری اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کر دے گا، اس کے امور کو منتشر کر دے گا اور دنیا سے بھی اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے لئے مقدر ہے۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ اس دنیا کو ہمارے ہاتھوں ہی میں رکھے، دلوں میں نہ بسائے، اور ہمیں اس میں سے اتنا ہی عطا فرمائے جتنا اس کی عبادت و بندگی کے لئے کافی ہو۔

۳۰۔ اللہ پر توکل اور اسباب اپنائی کا امتزاج:

اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد اللہ عز وجل کی عبادت کا ایک عظیم ترین مقام ہے، اسی لئے اللہ عز وجل نے توکل اور عبادت کو یکجا بیان فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

{فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ} [ھود: ۱۲۳]۔

لہٰذا آپ اللہ ہی کی عبادت اور اسی پر بھروسہ کیجئے۔

نیز ارشاد باری ہے:

{قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا} [الملک: ۲۹]۔

کہہ دیجئے کہ وہ رحمن ہے، ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا۔

نیز ارشاد ہے:

{اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ} [الفاتحۃ: ۵]۔

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

بہت سے لوگ اللہ عز وجل پر صحیح توکل نہیں جانتے، اس لئے توکل علی اللہ کے دعوے سے، یا تو اسباب کا انکار اور اسے بالکلیہ ترک کر دیتے ہیں، یا پھر مکمل طور پر اسباب سے وابستہ ہو کر اللہ پر توکل ہی ترک کر دیتے ہیں، اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شرک میں واقع ہو جاتے ہیں۔

علمائے کرام نے کہا ہے: ''اسباب ووسائل پر مکمل توجہ شرک ہے، اور اسباب کا ترک اور اس سے اعراض عقل میں خلل اور شریعت میں عیب ہے''۔

لہٰذا اللہ کے دین پر استقامت مسلمان کو اسباب اپنانے کے ساتھ اللہ پر توکل کا عادی بناتا ہے، اور درحقیقت صحیح توکل یہی ہے، اسباب اپنائے بغیر توکل، توکل نہیں بلکہ عاجزی اور بہانہ بازی ہے۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''**اعقلها وتوكل**'' (اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے، صحیح الجامع (۱۰۶۵))۔

اسے باندھ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔

نیز حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''**لو أنكم توكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير، تغدو خماصاً وتروح بطاناً**'' (اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے، صحیح الجامع (۵۲۵۴))۔

اگر تم اللہ پر کما حقہ بھروسہ کرتے تو وہ تمہیں ویسے ہی روزی دیتا جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے، پرندے صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتے ہیں۔

چنانچہ اللہ کے دین پر مستقیم شخص توحید کا تحقق کرتا ہے، اسے اللہ پر صحیح توکل کی معرفت ہوتی ہے، لہٰذا مشروع اسباب کو بروئے کار لاتا ہے، ساتھ ہی وہ اسباب خواہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں، ان سے دل نہیں لگاتا ہے، کیونکہ توحید پرست کو اسباب کی فکر نہیں ہوتی، اور نہ ہی وہ اسے اللہ مسبب الاسباب پر اعتماد سے غافل و بے پرواہی کرتے ہیں۔

* * *

گوشۂ خواتین

اسلام قبول کرنے والی لڑکیوں اور بیٹیوں کی شادی کا مسئلہ

ابوابراہیم کمال الدین سنابلی بدایونی

ہمارے ملک میں رہنے والے ہر شخص کو قانونی طور پر اگر چہ یہ حق اور مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ جس مذہب پر چلنا چاہے چل سکتا ہے، جس دھرم اور مذہب کو قبول کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود سماج کی صحیح تعلیم وتربیت نہ ہونے کے سبب آج بھی اسلام قبول کرنے والوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، انہیں مشکلات میں سے ایک اہم پریشانی اسلام قبول کرنے والی لڑکیوں اور اسلام قبول کرنے والے اشخاص کی بیٹیوں کی شادی کا مسئلہ ہے.

کچھ لوگ اسلام کو سمجھ لینے کے باوجود اسلام قبول کرنے سے اس لیے بھی ڈرتے ہیں کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد ان کے خاندان والے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور ہمارے مسلم معاشرے کی طرف سے بھی ان کو کوئی خاص سپورٹ نہیں ملتی، سب سے بڑا مسئلہ پیش آتا ہے بچوں کی شادی کا، مسلمانوں کے دل و دماغ پہ آج بھی ذات پات کا احساس برتری وکمتری حاوی ہے، آج بھی وہ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ نیو مسلم جب ہندو تھا تب اس کی ذات کیا تھی، نتیجتاً نیو مسلم کی بیٹی کی شادی آسانی سے نہ مسلمان سے ہوتی ہے اور نہ اس کے خاندان میں، بہت بھاگ دوڑ کے بعد کوئی مسلم اس کی بیٹی سے شادی کے لئے تیار ہوتا ہے تو ایسے جیسے اس پر بہت بڑا احسان کر دیا ہو، اور تو اور اس نیو مسلم کو خود اپنی شادی کرنے میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کون ہے جو اسے اپنی بیٹی دے جس کے بیک گراؤنڈ میں کوئی خاندان نہیں، اس وجہ سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کو سمجھ چکے ہیں اور داخل اسلام ہونا چاہتے ہیں لیکن ان پریشانیوں کے اندیشے سے نہیں ہوتے.

ایسے میں مسلمانوں کی مذہبی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ذہنوں سے اونچ نیچ کی برائی کو کھرچ پھینکیں اور بلاتفریق ذات پات و" آبائی مسلم" و" جدید مسلم" نکاح کے لئے صرف دینداری وتوحید پسندی کا خیال رکھیں.

کیا آپ نہیں جانتے کہ روئے زمین پر انبیاء ورسل کے بعد سب افضل و بہترین جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت رہی ہے لیکن وہ معزز ومحترم صحابہ اپنی شادیوں کے لیے، اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے نکاح کے لیے کسی ذات برادری، قدیم مسلم وجدید مسلم اور مہاجر وانصار کی قید نہیں لگاتے تھے بلکہ ان کے یہاں معیار تھا تو صرف" اسلام"۔

ایک مہاجر مرد کا ایک انصاری خاتون کے ساتھ نکاح کا یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قدِمَ عبدُ الرحمَنِ بنُ عَوفٍ المدينَةَ، فآخَى النبي ﷺ بينَهُ وبينَ سعدِ بنِ الرَّبيعِ الأنْصاريّ فعرَضَ عليهِ أنْ يُناصِفَهُ أهلَهُ ومالَهُ، فقال: عبدُ الرحمَنِ بارَكَ اللَّهُ لك في أهلِكَ ومالكَ دُلَّني علَى السُّوقِ،

فرِحَ شَيئًا من أَقِطٍ وسَمْنٍ، فرآهُ النبي ﷺ بعدَ أيامٍ وعليهِ وضَرٌ من صُفْرَةٍ، فقال النبيُّ ﷺ : (مَهيَم يا عبدَ الرحمَنِ) . قال : يا رسولَ اللهِ، تزوجتُ امرأةً من الأنصارِ، قال : (فماسُقْتَ فيها). فقال : وزنَ نَواةٍ من ذهبٍ، فقال النبيُّ ﷺ : (أولِم ولو بشاةٍ) .(صحيح البخاري، رقم الحديث :3937)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی اخوت و بھائی چارگی قائم فرمائی، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا آدھا مال پیش کیا اور فرمائش کی کہ میری جس بیوی کو چاہو اسے میں طلاق دے دوں اور عدت کے بعد اس سے تم نکاح کر لینا لیکن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا، ان کے مال اور گھر والوں میں برکت کی دعا دی اور بازار میں گھی اور پنیر کا کاروبار شروع کر دیا اور پھر ایک "انصاری خاتون" سے ایک گٹھلی کے برابر سونے کے عوض نکاح کرلیا، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کپڑے پر زرد رنگ کا دھبہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انھوں نے ایک گٹھلی کے برابر سونا مہر میں دیکر ایک "انصاری خاتون" سے شادی کر لی ہے، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا : "عبد الرحمن! ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی کا کیوں نہ ہو" (بخاری، حدیث نمبر:3937)

مذکورہ حدیث پر غور کیجیے! نکاح کرنے والے کون ہیں؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک مہاجر صحابی! یعنی وہ صحابی جو اپنا کنبہ قبیلہ اور گھر بار چھوڑ کر کچھ عرصہ قبل مدینہ آئے ہیں اور جن سے نکاح کیا ہے وہ ہیں ایک انصاری خاتون جو کہ مدینے کی مقامی خاتون ہیں لیکن ان صحابیہ خاتون نے یہ نہیں سوچا کہ عبدالرحمن تو گھر بار چھوڑ کر مکہ سے آئے ہیں، میں مقامی ہوں، ان کا قبیلہ الگ اور میرا کنبہ خاندان الگ، لہذا ان کا اور میرا کیا جوڑ بلکہ ان نیک بخت صحابیہ رضی اللہ عنہا نے دینداری کو ترجیح دی، توحید کو اہمیت دی اور اسلام کو مقدم رکھا۔

در اصل یہی اہل اسلام کا رویہ ہونا چاہیے کہ وہ ذات برادری، کنبے قبیلے اور نو مسلم و قدیم مسلم کو اہمیت نہ دیں بلکہ اسلام کو فوقیت دیں، توحید کی بنیاد پر رشتے قائم کریں اور دینداری کو ملحوظ رکھ کر پیغام نکاح دیں اور اسی بنیاد پر پیغام نکاح قبول کریں۔

اسلام بھی اسی کی تعلیم دیتا ہے کہ ہم نکاح کے لئے دینداری کو ترجیح دیں، نا کہ حدیث الاسلام اور قدیم الاسلام کو، اسی چیز کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُنكَحُ المرأةُ لأربَعٍ : لمالِها ولحَسَبِها وجَمالِها ولدينها، فاظفَرْ بذاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَداكَ۔(راوی: أبو هريرة، صحيح البخاري،:5090، مسلم:1466)

"عورت سے چار چیزوں کیوجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کی مالداری کیوجہ سے، اس کے حسب نسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے، لہذا تم دین والی سے نکاح کر کے کامیابی پاؤ اللہ تمہیں کامیاب کرے"۔(بخاری، حدیث:5090)

شریعتِ اسلامیہ اونچ نیچ جیسے غیر اسلامی افکار و نظریات کی سختی سے مخالفت کرتی ہے اور دنیا کے تمام انسانوں کو قرآن یہ یاد دلاتا ہے کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا :يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (النساء،آیت:1)

"اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے، جس نے تمہیں ایک انسان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے تقوی کو عزت وتکریم کی بنیاد بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورۃ الحجرات،آیت:13)

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے"۔

اسلام ہر طرح کی قبائلی تفریق، وطنی تفاخر، ذات برادری کی اونچ نیچ اور نو مسلم وقدیم مسلم کے درمیان خط امتیاز کھینچنے سے مبرا ہے، اس قسم کے بھید بھاؤ تو انسان کے ایجاد کردہ ہیں، جس دن دین اسلام کی تکمیل ہوئی تھی اسی دن اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے قیامت تک کے لیے یہ بات بھی صاف کر دی تھی کہ کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، جیسا کہ حجۃ الوداع کے خطبے میں مذکور ہے:

يا أيها الناسُ ! إنَّ ربَّكم واحدٌ ، و إنَّ أباكم واحدٌ ، ألا لا فضلَ لعربيٍّ على عجميٍّ ، و لا لعجميٍّ على عربيٍّ ، و لا لأحمرَ على أسودَ ، و لا لأسودَ على أحمرَ إلا بالتقوى إنَّ أكرمَكم عند اللهِ أتقاكُم ، ألا هل بلَّغتُ ؟ قالوا : بلى يا رسولَ اللهِ قال : فيُبَلِّغُ الشاهدُ الغائبَ۔(الراوی: جابر بن عبدالله المحدث: الألباني- المصدر: السلسلة الصحيحة - رقم الحديث:2700)

"جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو تمہارا رب ایک ہے، تمہارے باپ (آدم) ایک ہیں، کان کھول کر سن لو! عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوی کے، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز ومکرم وہ ہے جو تم میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو، سنو! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا "ہاں اے اللہ کے رسول" آپ علیہ السلام نے فرمایا" جو حاضر ہیں وہ ان تک بھی پہونچا دیں جو غائب ہیں" (راوی: جابر بن عبدالله، السلسلة الصحيحة - حديث نمبر:2700)

لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نکاح کا پیغام دینے اور قبول کرنے کے لیے ذات پات، کنبہ برادری، شیخ پٹھان اور جدید مسلم وقدیم مسلم جیسے غیر اسلامی بھید بھاؤ سے دور رہیں اور توحید و تقوی اور دینداری کی بنیاد پر رشتے قائم کریں اور بالخصوص اسلام میں داخل ہونے والوں کے تعلق سے اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر ہم ان کے کام نہیں آئیں گے تو کون آئے گا، انھوں نے اسلام کی خاطر اپنے اعزاء واقربا کے رشتوں کی قربانی دی ہے لہذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں اپنے پن کا احساس دلائیں اور اسلام پر ان کے ثابت قدم رہنے میں اپنا جائز رول ادا کریں۔

❖ ❖ ❖

مسائل شرعیہ

فقہ وفتاویٰ

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

سوال: مرتکب کبیرہ کا کیا حکم ہے؟ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کیا آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: شرعی طور پر یہ بات ہمیں معلوم رہنی چاہئے کہ گناہ کبیرہ کی دوقسمیں ہیں: (۱) مکفرہ: یعنی وہ گناہ جو کفر تک پہونچانے والے ہیں۔ (۲) مفسقہ: یعنی وہ گناہ جن سے انسان فاسق وفاجر ہوگا کافر نہیں ہوگا جیسے چوری، بدکاری، قتل، سود، زنا، قذف وغیرہ وغیرہ اور عمومی طور پر جب گناہ کبیرہ یا کبیرہ گناہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی دوسری قسم ہی ہوتی ہے چنانچہ اگر کوئی آدمی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے تو اس سلسلے میں قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں صحیح بات یہ ہے کہ وہ ایمان سے خارج نہیں ہے جبکہ معتزلہ وخوارج کے یہاں وہ ایمان سے خارج ہے اس کے بالمقابل علماء سلف کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ ان گناہوں کی وجہ سے اس کے ایمان میں کمی اور نقص پیدا ہوجاتا ہے اسے ناقص الایمان مؤمن کہہ سکتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں رب العالمین سے سچی توبہ کرلیں البتہ اگر بلاتوبہ کے کوئی آدمی مرجائے تو اس کا معاملہ قیامت کے دن اللہ کے ذمہ اور حوالہ ہوگا اگر چاہے گا تو اپنے فضل وکرم سے ابتداءً اسے معاف کردے گا اور اگر چاہے گا تو اس گناہ کی اسے سزا دے گا اور پھر اصل ایمان کیوجہ سے جنت میں داخل کرے گا جیسا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی جماعت سے کہا "بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ". (متفق علیہ)

کہ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے اور نہ چوری کروگے اور نہ زنا کاری کروگے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے اور نہ ہی ایسا بہتان لاؤگے جسے تم نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کے مابین گڑھ لیا ہے اور نہ بھلی چیزوں میں نافرمانی کروگے تو جس نے تم میں سے ان کاموں کو پورا کیا تو اس کا ثواب اللہ پر ہے اور جس نے ان میں سے کسی کا ارتکاب کرلیا اور دنیا میں سزا ہوئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جس نے اس میں سے کسی کا ارتکاب کیا پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو معاف کردے اور اگر چاہے تو سزا دے چنانچہ ہم نے آپ ﷺ سے اس پر بیعت کرلی۔ اس کے علاوہ دیگر دلائل جیسے (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ) (النساء: ۴۸) کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ کو جس کیلئے چاہے گا معاف کردے گا۔ اور "لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن" (بخاری: ۲۴۸۵، مسلم: ۷۵) کہ نہیں زنا کرتا ہے کوئی زنا کار جس وقت میں کہ زنا کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے: شرح العقیدہ الطحاویہ والواسطیہ)۔

سوال: حوض کوثر اور قیامت کے دن میزان عمل اور بندوں کے اعمال کے تولے جانے کے سلسلے میں سلف صالحین کا کیا موقف ہے واضح کریں؟

جواب: حوض کوثر وہ حوض ہے جسے میدان محشر میں اللہ

تعالیٰ اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو عطا فرمائیگا جیسا کہ ارشاد ہے: (اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ) (کوثر:۱) کہ اے نبی ہم نے یقینا آپ کو حوض کوثر عطا کیا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ مشک بار ہوگا یہ حوض بہت ہی زیادہ وسیع ہوگا اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہوگی اور اس کی وسعت ابلہ سے لیکر صنعاء تک ہوگی اس میں موجود برتنوں کی تعداد آسمان کے تاروں کی مانند ہوگی اور جسے ایک بار پینے کا موقع مل گیا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا، حوض کوثر کے سلسلے میں متواتر روایات وارد ہیں۔ (دیکھئے: بخاری:۶۵۷۹، ۶۵۸، مسلم ۲۳۰۳-۲۲۹۲)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بدعتی کو حوض کوثر سے دور کردیا جائیگا اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا استقبال کروں گا جو بھی میرے پاس سے گذرے گا وہ اس کا پانی پی لے گا اور جس نے ایک بار پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا مجھ پر ضرور ایسی قومیں وارد ہوں گی جن کو میں نے پہچان لیا ہوگا اور وہ مجھ کو پہچانتے ہوں گے مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی تو میں کہوں گا کہ میری امت کے لوگ ہیں جواب ملے گا کہ آپ کو علم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں جاری کی تھیں تو میں کہوں گا: "سُحْقًا ، سُحْقًا ، لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي" کہ جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی پیدا کی اس کو یہاں سے دور ہٹاؤ دور ہٹاؤ۔ (بخاری:۶۷۷۶، مسلم:۴۲۴۲)

میزان: میزان سے مراد وہ ترازو ہے جو قیامت کے دن بندوں کے اعمال کو تولنے کیلئے قائم کیا جائیگا اس کے دو پلڑے ہوں گے اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور اگر گناہوں کا پلڑا بھاری ہوا تو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والے کامیاب ہوں گے اور بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والے خائب وخاسر بے نیل مرام ہوں گے، میزان اور اس کے قائم کرنے کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے فرمان باری ہے: (وَنَضَعُ الۡمَوَازِيۡنَ الۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡـًٔا) (الانبیاء:۴۷) کہ قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو درمیان میں لا رکھیں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔

اور فرمایا: (فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ○ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فِىۡ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ) (المومنون: ۱۰۲-۱۰۳) کہ جن کے ترازو کا پلڑا بھاری ہوگیا وہ نجات والے ہوگئے اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگیا یہی ہیں جنھوں نے اپنا نقصان آپ کرلیا جو ہمیشہ جہنم واصل ہوگئے۔

مذکورہ آیات کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ: "ان اعمال بنی آدم وقولهم یوزن" (بخاری: ۱۱۲۸/۲) بلاشبہ بنی آدم کے اعمال اور اقوال تولے جائیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ نے قیامت کے روز میزان اور ترازو کا ذکر کیا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کا رد کیا اس نے اللہ کا رد کیا قیامت کے روز میزان کا انکار دراصل اللہ اور رسول کے فرامین کا رد کرنا ہے۔ امام ابو اسحاق الزجاج لکھتے ہیں کہ: "أجمع اهل السنة على الإيمان بالميزان وأنى أعمال بنى آدم توزن يوم القيمة وأن الميزان له لسان وكفتان ويميل بالأعمال" کہ قیامت کے دن ترازو کے رکھے جانے پر تمام اہل سنت کا ایمان ہے اور قیامت کے دن تمام بنی آدم کے اعمال تولے جائیں گے ترازو کی ڈنڈی اور دو پلڑے ہوں گے اور جس پلڑے میں اعمال کا وزن زیادہ ہوگا وہ بوجھل ہوگا اور جھکے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اہل سنت کے نزدیک حق یہی ہے کہ اعمال کو جسم دیا جائیگا یا ان کو اجسام میں تبدیل کردیا جائے گا نیک لوگوں کے اعمال اچھی صورت میں اور برے لوگوں کے اعمال بری صورت میں ہوجائیں گے پھر ان کا وزن کیا جائے گا۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۱۳/۵۳۸-۵۳۹)

بخاری کی روایت میں ہے کہ دو کلمے رحمن کو محبوب، زبان پر ہلکے، اور میزان میں بھاری ہیں اور وہ ہیں: سبحان الله وبحمده و سبحان الله العظيم۔ (بخاری:۷۵۶۳)

(دیکھئے: شرح العقيده الطحاويه- لمحة الاعتقاد للمقدسى - قطف الجنى الدانى للشيخ عبدالمحسن العباد)

خصوصی رپورٹ

جمعیت کی سرگرمیاں

دفتر صوبائی جمعیت

دورۂ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ ومدرسین منعقدہ ۹/ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار، بمقام جامع مسجد اہل حدیث کپاڈیہ نگر، کرلا کے پروگرام کی مختصر رپورٹ :

پہلی نشست:

صدارت : فضیلۃ الشیخ مقصود الحسن فیضی رحفظہ اللہ ،

نظامت: عبیداللہ سلفی رحفظہ اللہ (امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث کپاڈیہ نگر، کرلا)

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام دورۂ تدریبیہ کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ممبئی، مضافات ممبئی، تھانہ اور کوکن سے ائمہ ودعاۃ کی اچھی خاصی تعداد شریک پروگرام ہوئی۔

پروگرام کا آغاز اعلان کے مطابق صبح 9:30 ساڑھے نو بجے قاری رحمت اللہ صاحب استاد مدرسہ زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور اس کے بعد مدرسہ ھذا کے ایک طالب علم نصر اللہ مسلم اللہ نعت رسول پیش کیا۔

پروگرام کا آغاز کلام اللہ کی تلاوت سے ہونے کے بعد ناظم پروگرام نے افتتاحی کلمات کے لئے امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ کو دعوت دی آپ نے ائمہ ودعاۃ اور معزز اساتذہ مدارس کو اپنا سلام پہونچاتے ہوئے قرآن مجید کی آیت کریمہ : (اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ) سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا۔ موصوف نے اولاً صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے اس اقدام کی اہمیت کو اجاگر کیا بعدہ ٹرسٹیان مسجد اہل حدیث کپاڈیہ نگر کے حسن تعاون وتعامل کا شکریہ ادا کیا، موصوف نے تمام ائمہ ودعاۃ کو مخاطب کرتے ہوئے نصیحت کی اور انھیں ان کی ذمہ داریوں کے تعلق سے احساس دلایا کہ تدریبیہ کا یہ عمل کتنا اہم ہے۔ آپ سب الحمدللہ انبیائی مشن کے حاملین ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم کام کے لئے منتخب کیا ہے، انبیاء کرام چونکہ براہ راست اللہ کی نگرانی میں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انھیں بذریعہ وحی مخاطب فرماتا اور ہر مشکل موقعہ پر ان کی رہنمائی فرماتا اب یہ ذمہ داری ہم جملہ ائمہ ودعاۃ پر آ گئی ہے، ہماری پوری جدو جہد اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اپنے منہج کو پہچانیں علم اور اہل علم کے درجات کو سمجھیں اور اپنے ذہن ودماغ میں فَوقَ کل ذی علم علیم کا تصور رکھیں اپنے آپ کو ہمیشہ طالب علم سمجھیں آپ نے بطور خاص ائمہ ودعاۃ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ جس سماج ومعاشرہ میں رہتے ہیں جہاں کے آپ امام، داعی یا مبلغ ہیں اپنے اخلاق وکردار اور عمل سے اسوۂ حسنہ کی مکمل تصویر بن کر رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اسوۂ حسنہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ)

آپ نے دوران خطاب موجودہ فتنوں میں سے ایک بڑے

فتنے سے ائمہ ودعاۃ کو متنبہ فرمایا کہ ائمہ ودعاۃ کے لئے یہ دور نہایت صبر آزما دور ہے جب کہ اکثریت اپنے بڑوں سے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے ان سے بے اعتنائی برت رہی ہے ایسے لوگوں کو کم از کم اپنے اسلاف کی تاریخ سامنے رکھنا چاہئے کہ محدثین عظام اور امامان دین نے اس میدان میں اپنے سے بڑوں سے کس طرح کسبِ فیض کیا اور اس کے لئے انھیں کس طرح مشقتیں اٹھانی پڑیں سفر کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں میں یہ مانتا ہوں کہ آج بہت سارے وسائل وذرائع پیدا ہو چکے ہیں لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود اپنے بڑوں کی رہنمائی نہ حاصل کرنا اکثر انسان خاص کر عالم دین کو گمراہی کے راستے تک پہونچا دیتی ہے، اس فتنے کے دور میں ائمہ ودعاۃ کا طریقۂ کار بڑا اہم ہے ہم سب کو ملکر ایسے فتنوں سے مقابلہ کرنا چاہئے ان شاء اللہ مساجد کے منبر ومحراب سے اٹھنے والی آپ کی آواز اس سلسلے میں اہم رول ادا کرے گی، میں صراحت کے ساتھ یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ دورۂ تدریبیہ میں جو حضرات وشیوخ آپ سے خطاب کرنے والے ہیں وہ کوئی نئی بات لیکر نہیں آئے ہیں ماشاء اللہ علماء کرام کا یہ مجمع دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ اس میں کچھ ایسے حضرات بھی ہوں گے جو علم ودانش کے اعتبار سے اس سے بھی بڑھ کر ہوں لیکن مجبوری یہ ہے کہ سب کو یہ موقع نہیں دیا جاسکتا، بہرحال ہم سب ایک کشتی کے سوار ہیں چاہے کوئی چھوٹی مسجد کا امام ہو یا بڑی مسجد کا سب کی ذمہ داریاں یکساں ہیں، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اس طرح کے اجتماع کا انعقاد کر کے آپ کو یہ بتانا چاہا ہے کہ اس فتنے کے دور میں آپ کا طریقۂ کار کیا ہونا چاہئے میں اس مجمع کو دیکھ کر نہایت فرحت وانبساط محسوس کر رہا ہوں کہ پچھلے پروگراموں کے مقابلے میں الحمدللہ اس پروگرام میں آپ کا جوش وجذبہ قابل قدر ہے، میری دلی خواہش ہے کہ تدریبیہ کا یہ عمل ہمیشہ جاری رہے تاکہ ہم خود بھی اس سے مستفید ہوں اور دوسروں کو استفادہ کا موقع فراہم ہو، موصوف نے انھیں نصیحتوں کے ساتھ دعا کرتے ہوئے اپنے خطاب کو ختم کیا۔(فجزاه الله خير الجزاء)

امیر جماعت کے ناصحانہ اور فاضلانہ کلام کے بعد درج ذیل موضوعات پر محاضرات پیش کئے گئے:

''غیر سلفی لہروں کی سنگینی اور ان کے مواجہہ کی اہمیت اور طریقہ کار''

محاضر: شیخ کفایت اللہ سنابلی رحفظہ اللہ

شیخ نے بتلایا کہ قرآن اور حدیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کے فہم کو بھی اپنانا ضروری ہے اسی طرح ہر دور میں اہل علم سے جڑ کر دین سیکھنا ضروری ہے صرف کتابوں سے یا مجہول افراد سے علم حاصل کرنا کافی نہیں ہے۔

''موجودہ ائمہ ودعاۃ میں علمی ترقی سے گریز اور جمود کے اسباب''

محاضر: شیخ شمیم احمد مدنی رحفظہ اللہ

شیخ محترم نے علم سے بے رغبتی کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے چند نکات میں ان کا علاج بتایا جو یہ ہیں:

(۱) صوبائی سطح پر ایک عوامی لائبریری قائم کی جائے جس میں جملہ علوم وفنون پر مشتمل کتب موجود ہوں جس کے ائمہ ودعاۃ کو مصادر ومراجع کے لئے آسانی ہو (۲) معقول مشاہرہ! ائمہ ودعاۃ کے لئے ٹرسٹیان مساجد اور تنظیموں کے ذمہ داران معقول مشاہرہ کا نظم کریں جس سے انھیں دعوت وتبلیغ کے شعبہ میں آسانی ہو اس سلسلے میں موصوف نے کچھ اپنے تجربہ کی روشنی میں بتایا کہ مساجد کے ائمہ کی حالت ذمہ داروں نے عجیب طرح کی بنا رکھی ہے جس سے کبھی کبھی ان اماموں کے چہروں سے بے چارگی جھلکتی ہے جو قطعاً غیر مناسب بات ہے ہونا یہ چاہئے کہ ان کی ضروریات وحاجات کا خیال رکھا جائے تاکہ وہ اپنے اپنے

میدان میں دلجمعی سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرسکیں انھیں باتوں پر موصوف نے دعا کے ساتھ گفتگو کو ختم کیا۔ جزاه الله احسن الجزاء۔

''موجودہ دور کے فتنوں میں صبر کی اہمیت''

محاضر: شیخ عبدالحمید ظفرالحسن مدنی رحفظہ اللہ

آپ نے اپنے خطاب کے آغاز میں فتنے اور صبر کے معنی ومفہوم کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا، بعدہ صبر کی اہمیت بتاتے ہوئے انبیاء ورسل کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ پڑھ کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے مواقع پر انھیں صبر کرنے کی تلقین کی ہے۔

پھر موصوف نے موجودہ دور کے فتنوں میں صبر کی ضرورت پر زور دیا اور بتایا کہ دعوتی کاز کو آگے بڑھانے اور اس میں کامیابی کے لئے صبر کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ موجودہ دور میں ائمہ ودعاۃ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ حالات سے گھبرائیں نہیں بلکہ ان کا مقابلہ بصیرت وبصارت کے ساتھ کریں۔

''سلفی دعوت کی حقیقت''

محاضر: شیخ محمد مقیم فیضی رحفظہ اللہ

آپ نے اپنے خطاب کا آغاز قرآن مجید سورہ نساء آیت (۱۱۵) سے کیا: (وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا) آپ نے آیت کی تشریح سے پہلے سلف کی تعریف بیان کی سلف کہتے کسے ہیں جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم'' پھر موصوف نے سبیل المومنین کی وضاحت کی کہ اس سے مراد صحابہ کرام کا راستہ ہے اور جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی کی تھی ''کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی صرف ایک فرقہ نجات یافتہ ہوگا اور وہ فرقۂ ناجیہ ''ماانا عليه واصحابی'' ہے۔ اس لئے سلف سے مراد صحابہ، تابعین، تبع تابعین ہیں اور جو ان کی راہ پر چلیں وہ سلفی ہیں البتہ تابعین وتبع تابعین میں جو اہل بدعت تھے وہ سلف کی تعریف میں نہیں آتے اس کے بعد سلفی دعوت کی جدوجہد پر روشنی ڈالی جو اپنی کاوشوں کو عقیدہ توحید کی وضاحت، اصلاح عقائد تقلید جامد کی بجائے اتباع کتاب وسنت اور فہم سلف کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی طرف مرکوز رکھتی ہے اور صوفیاء کے طریقۂ تزکیہ کے برعکس کتاب وسنت اور سلف کے طریقۂ تزکیہ کی دعوت دیتی ہے، مزید اس بات کی بھی وضاحت کی کہ سلفیت کے خلاف کچھ دنوں پہلے این ڈی ٹی وی یا زی ٹی وی کی جو مہم چلی تھی اس میں حقائق کو مسخ کرکے پیش کیا گیا اور ان پر خلاف حقیقت من مانی تبصرے کئے گئے جو انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت عمل ہے اور صحافتی وقار کے منافی ہے۔

''خاتون داعیات کا دائرہ کار اور ان کی ضروری لیاقتیں''

محاضر: شیخ عبدالشکور مدنی رحفظہ اللہ

موصوف نے اپنے موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے پہلے سماج ومعاشرہ میں عورتوں کی حیثیت کو بیان کیا پھر واضح کیا کہ مردوں کا دعوتی میدان الگ ہے جبکہ خواتین کا دعوتی میدان اور اس کا دائرۂ کار یہ ہے کہ اولاً وہ شرعی حقوق کو پہچانیں اور خود اس کی پابندی کریں۔ آج کی خواتین میں مردوں کی طرح یہ جذبہ کارفرما نظر آتا ہے کہ فتاوی دینے لگتی ہیں جبکہ انھیں صحابہ کی زندگی دیکھنی چاہئے۔ آج حال یہ ہے کہ جس کو دیکھو مختلف قسم کے فتاوی صادر کرکے امت میں مسائل پیدا کررہا ہے اس لئے ہر خاتون کو اپنا علمی دائرہ کار متعین کرنا چاہئے۔

''التربية الذاتية'' (اپنی تربیت واصلاح)

محاضر: شیخ مقصود الحسن فیضی رحفظہ اللہ

آپ نے اپنے موضوع کی وضاحت کی کہ التربية الذاتية کا

مطلب، اپنی تربیت آپ یا ذاتی کردار سازی، پھر آپ نے قرآن مجید کی آیت (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) کی تشریح کی ذاتی کردار سازی کے لئے موصوف نے چند نکات کی طرف اشارہ کیا کہ کون سے امور میں ہم تربیت کریں اس کا ذریعہ کیا ہے! پہلی بات یہ ہے کہ تربیت کا عمل ہم پہلے اپنے آپ اور اپنے نفس سے شروع کریں، اور عملی میدان میں آگے بڑھتے رہیں۔

تربیت کا ذریعہ کیا ہے؟ اس کے لئے بھی چند باتوں کا لحاظ کرنا چاہئے ایمانیات: یعنی ہمارے دل میں اللہ کی باتوں کا اس طرح یقین ہوجائے کہ دوسری باتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آئیں۔

عبادات کا خصوصی اہتمام ہو، ہر داعی کو چاہئے کہ وہ نوافل کا زیادہ اہتمام کرے مثلاً رات میں تہجد کی نماز، اس طرح کی دیگر نفلی نمازیں، اسی طرح دینی مجالس میں حاضری اور یاد رکھیں یہ حاضری کان کی شہوت کے لئے نہ ہو بلکہ کچھ مجلس سے حاصل کرنے کا جذبہ ہو اور اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں اس سلسلے میں علماء کرام کی زُھد پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

دوسری نشست:

صدارت: ڈاکٹر سعید فیضی رحفظہ اللہ

نظامت: شیخ سرفراز فیضی رحفظہ اللہ

نماز ظہر کے بعد دوسری نشست شروع ہوئی جس میں درج ذیل موضوعات پر اہل علم نے محاضرات پیش کئے۔

''امام مسجد کی اہلیت اور اس کی ذمہ داریاں''

محاضر: شیخ عبدالمعید مدنی رحفظہ اللہ

مساجد کے ائمہ کا جو مقام ومرتبہ اور ان کی جو ذمہ داریاں ہیں ان سے اکثریت ناواقف ہے، افسوس کہ آج لوگوں نے ائمہ مساجد کو مسجد کا خادم اور نوکر سمجھ رکھا ہے اور اس سے زیادہ انہیں اہمیت دینے کے لئے راضی نہیں ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ایک امام نہ صرف مسجد کا امام ہوتا ہے بلکہ مسجد کے باہر کی زندگی میں بھی ان کا امام ہوتا ہے اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ معاشرہ پر نظر رکھے ان کے بیچ جو بھی بگاڑ ہو اس کی اصلاح کرے اور ہر معاملے مین ان کی دینی رہنمائی کرے۔

شیخ عبدالمعید حفظہ اللہ نے ائمہ کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتے ہوئے ان کی ذمہ داریاں بتلائیں اور کہا کہ ایک امام کو نیک اور متقی ہونا چاہئے کیونکہ وہ سماج کے لئے اسوہ ہوتا ہے اور عوام کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ائمہ کے مقام ومرتبہ کا خیال رکھیں اور ان کا ادب واحترام کریں۔

''علماء ودعاۃ کے لئے فنی تخصصات کی اہمیت''

محاضر: شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ

عام مقولہ ہے کہ طلب الکل فوت الکل یعنی اگر کوئی شخص ہر چیز حاصل کرنا چاہئے تو وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گا اور سب گنوا بیٹھے گا۔ علم کی اتنی قسمیں اور ہر قسم کے اتنے گوشے ہیں کہ سب میں مکمل مہارت حاصل کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ایک کی زندگی اس کے لئے کافی ہے۔

شیخ عنایت اللہ حفظہ اللہ نے بتایا کہ علماء ودعاۃ کو چاہئے کہ تمام علوم میں اہم معلومات رکھنے کے ساتھ ساتھ کسی ایک موضوع پر خاص توجہ دیں اور اس پر زیادہ محنت کریں تاکہ اس خاص علم میں انہیں مہارت حاصل ہو اور جب اس خاص علم سے متعلق کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ان کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ اس بارے میں رہنمائی کریں۔

''افتاء کی اہمیت اور اس کی لازمی شرطیں''

محاضر: دکتور عبیدالرحمن مدنی رحفظہ اللہ

افتاء کا کام بھی مسلم معاشرے میں بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے مسلمانوں کے سامنے بہت سے ایسے مسائل آتے رہتے ہیں

جن سے متعلق انہیں ضرورت ہوتی ہے کہ کی مفتی سے رجوع کرکے کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل کا حل معلوم کریں۔

شیخ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ نے افتاء کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح کیا کہ یہ کام ہرایک کا نہیں ہے بلکہ اس کے لئے خاص اہل علم ہوتے ہیں، آج مصیبت یہ ہے کہ ہر شخص مفتی بن جاتا ہے اور ہر مسئلہ میں رہنمائی کرنے لگتا ہے باوجود اس کے کہ وہ اس کا اہل نہیں ہوتا بلکہ اسے افتاء کا معنی مطلب اور اس کے شرائط تک کا علم نہیں ہوتا ہے۔

شیخ نے بتایا کہ افتاء بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے بہت سارے علوم میں ٹھوس معلومات رکھنا لازمی شرط ہے اسی طرح اس کے آداب اور اس کے اصول وضوابط کا جاننا بھی ضروری ہے۔ جو شخص ان ساری چیزوں سے لاعلم ہو اسے قطعا یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ افتاء کا کام کرنے لگے۔

تیسری نشست:

صدارت: شیخ الطاف حسین فیضی رحفظہ اللہ

نظامت: شیخ کمال الدین سنابلی رحفظہ اللہ

نمازعصر کے بعد تیسری نشست شروع ہوئی جس میں درج ذیل موضوعات پر اہل علم نے محاضرات پیش کئے۔

''کم علم دعاۃ کے مسلم معاشرے پر منفی اثرات''

محاضر: شیخ عبدالحکیم مدنی رحفظہ اللہ

آج کل یہ فتنہ زروں پر ہے کہ کم علم دعاۃ دعوت کے نام پر اسلام کے ہر معاملے میں بات کرنے لگتے ہیں، فقہی مسائل میں فتوی بازی کرتے ہیں، حتی کہ جنہیں عربی زبان تک نہیں آتی وہ بھی سوالات کے جوابات دیتے ہیں جبکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیوں میں اسے بتایا ہے کہ مستقبل میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم کے بغیر لوگوں کے سوالات کا جواب دیں گے پھر خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

شیخ عبدالحکیم مدنی حفظہ اللہ نے بتایا کہ قرآن میں یہ بات موجود ہے کہ دعوت وتبلیغ کے لئے علم اور بصیرت ضروری ہے ان لوگوں کو دعوت وتبلیغ کی اجازت نہیں ہے جن کے پاس علم اور بصیرت نہ ہو۔ شیخ نے بتایا کہ دعاۃ کو اپنی حدوں اور اپنی معلومات کے دائرے میں رہنا چاہئے جن مسائل میں ان کا تخصص نہ ہو ان پر انہیں بات نہیں کرنی چاہئے اور دعوت کے میدان میں افتاء کی زبان نہیں استعمال ہونی چاہئے، اور ہر وقت اپنے سے بڑے اہل علم سے سیکھتے رہنا چاہئے۔

اس کے بعد صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے نائب امیر شیخ محمد مقیم فیضی نے تجاویز وقراردادیں پیش کیں جنھیں مجلس میں موجود تمام ائمہ ودعاۃ کی تائید سے منظور کیا گیا جس میں بہت سارے اہم ملکی، ملی اور جماعتی امور کو موضوع بنایا گیا تھا جو ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں پیش کیا جائیں گی۔

''جدید ٹکنالوجی میں مہارت اور دعوت الی اللہ میں ان سے استفادہ کی اہمیت''

محاضر: شیخ ابوزید ضمیر رحفظہ اللہ

آج کی جدید ٹکنالوجی بھی اسلام کے خلاف خوب استعمال کی جارہی ہے ہم اس جدید ٹکنالوجی کو اسلام کے دفاع اور اسلام کی خدمت کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔

شیخ نے بتایا کہ اللہ نے قرآن کے ذریعہ جہاد کو بڑا جہاد بتلایا ہے اس سے پتہ چلا کہ علمی جہاد بھی بڑا جہاد ہے، اس لئے اس راہ میں ٹکنالوجی سے مدد لینی چاہئے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ دین کو ہر گھر میں داخل کرے گا لہٰذا کیوں نہ ہم اس کا ذریعہ بنیں اور جدید ٹکنالوجی کے ذریعہ ہر گھر میں دین پہنچائیں۔

صدارتی کلمات:

اس نشست کے اخیر میں شیخ الطاف حسین فیضی حفظہ اللہ نے

صدارتی کلمات پیش کئے اور علماء و دعاۃ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ نہ اپنے بزرگ کی طرف بلاتے ہیں نہ کسی امام کی طرف بلاتے ہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتے ہیں جس سے آپ کی دعوت کی اہمیت سمجھی جاسکتی ہے۔شیخ نے بتایا کہ اپنی قوم اور اپنی جماعت کے اصل ہیرو آپ حضرات ہیں جو لوگوں کو دین حق کی طرف بلاتے ہیں۔

چوتھی نشست:

صدارت: شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ

نظامت: شیخ عبدالجلیل مکی رحفظہ اللہ

نماز مغرب کے بعد عوامی اجلاس عام کی شروعات ہوئی جس میں درج ذیل موضوعات پر اہل علم نے خطابات پیش کئے۔

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا.

خطیب: شیخ ارشد سکراوی

اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

شیخ ارشد سکراوی حفظہ اللہ نے اس آیت کی روشنی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر شخص کچھ لوگوں کا ذمہ دار ہوتا ہے اس کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرے شیخ نے فرمایا کہ آدمی بھی ذمہ دار ہوتا ہے اور عورت بھی ذمہ دار ہوتی ہے دونوں کو چاہئے کہ گھر کے ہر فرد کو کتاب وسنت کا پابند کریں بالخصوص سب کو نمازوں کا پابند بنائیں تاکہ پورا گھرانہ دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو۔

''زیارت اور اس کے آداب واقسام''

خطیب: شیخ مقصود الحسن فیضی رحفظہ اللہ

دنیا میں انسان اکیلے نہیں رہتا ہے کئی مقاصد کے تحت ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اس کی ضرورت ہوتی ہے۔مردوں کے مقابلے میں خواتین کا کثرت سے ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا ہوتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص زیارت کے آداب اور اس کے اقسام کی معلومات رکھے۔

شیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ نے اسی موضوع پر خطاب کرتے ہوئے زیارت کے آداب پر گفتگو کی اور اس کی قسموں کو بیان کیا،شیخ نے اس ضمن میں واجبی زیارت،مستحب زیارت، مباح زیارت، ناجائز زیارت کی صورتوں پر مفصل روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ واجبی زیارت کی جو قسمیں ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے مثلا والدین کی زیارت،مریض کی عیادت، حصول علم کے لئے علماء سے ملاقات وغیرہ۔

اسی طرح ناجائز زیارت کی جو قسمین ہیں ان سے اجتناب ہونا چاہئے مثلا کفر وشرک کی دعوت دینے والوں کی زیارت، بدعات کو رواج دینے والوں کی زیارت، گندے اخلاق کے حامل لوگوں کی زیارت وغیرہ۔

''نئی نسل میں لادینی کے بڑھتے ہوئے رجحانات: اسباب وعلاج''

خطیب: شیخ خالد جمیل مکی رحفظہ اللہ

آج کل ہر چہار جانب سے لادینی اور بددینی کا طوفان امڈ آیا ہے ایک مسلمان کے لئے اپنے ایمان وعمل کی حفاظت بہت مشکل ہوگئی ہے،ایسے میں دینی علم حاصل کرنا اور اسلامی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی سخت ضرورت ہے۔

شیخ خالد جمیل مکی حفظہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل انٹرنیٹ اور اسکولوں سے بھی لادینی پھیلائی جاتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ انٹرنیٹ کا محتاط استعمال ہو اور اسکولوں میں بچوں کے داخلے سے قبل تسلی کرلی جائے کہ وہاں کس قسم کی تعلیمات دی جارہی ہیں اور کیسے اخلاقیات سکھائے جارہے

ہیں۔

''موجودہ دور کے فتنوں میں صبر کی اہمیت''

خطیب: شیخ عبدالحمید ظفرالحسن مدنی رحفظہ اللہ

موجودہ دور فتنوں اور آزمائشوں سے پر ہے اس دور میں ایک مسلمان بن کر زندگی گذارنا آسان نہیں ہے بالخصوص اہل علم وطلباء کو قدم قدم پر کڑی آزمائشوں اور سخت امتحانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایسے میں صبر کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

شیخ عبدالحمید حفظہ اللہ نے موجود دور کے فتنوں پر بات کرتے ہوئے صبر کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ حق کے ساتھ جینے اور حق بات کہنے والے کو ہمیشہ صبر کے لئے تیار رہنا چاہئے اور مشکل وآزمائش میں صبر سے کام لینا چاہئے اللہ رب العالمین نے صبر کرنے والوں کے لئے کامیابی کی ضمانت دی ہے۔

''ماہ محرم حقائق اور خرافات''

شیخ ابوزید ضمیر رحفظہ اللہ

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے احادیث میں اس ماہ کی فضیلت میں یہ بات ملتی ہے کہ اسے شہراللہ یعنی اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے اور اس میں بکثرت روزے رکھنے کی تعلیم ہے۔ بالخصوص نو اور دس محرم کو روزہ رکھنے کی زیادہ تاکید ہے۔لیکن افسوس کہ آج کے مسلمان اس ماہ کی اصل حقیقت سے غفلت برتتے ہوئے اس میں مشروع اعمال کو انجام نہیں دیتے بلکہ اپنی طرف سے طرح طرح کی بدعات ایجاد کرکے اس ماہ ان کا پرچار کیا جاتا ہے اوران پر عمل کی دعوت دی جاتی ہے۔

شیخ ابوزید ضمیر حفظہ اللہ نے اس ماہ کی اصل حقیقت بیان کی اوراس میں رائج بدعات وخرافات کی نشاندہی کی۔شیخ نے اس ماہ میں حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ماتم ونوحہ گری کو غلط قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے نیز حسین رضی اللہ عنہ سے قبل ان کے والد علی رضی اللہ عنہ اسی طرح اور بھی بڑے بڑے صحابہ شہید ہوئے لیکن ان کا کوئی ذکر نہیں کیا جاتا جس سے ظاہر ہے کہ صرف ایک ہی صحابی کی شہادت پر یہ ساری بدعات ایجاد کی گئی ہیں۔

صدارتی کلمات:

آخر میں امیر صوبائی جمعیت شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ نے صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے دعاۃ اور اہل علم کو ان کا مقام و مرتبہ بتلایا اور کہا کہ ہر ایک کو سیکھنے کی ضرورت ہے اور جو باتیں بھی پیش کی گئی ہیں ان پر عمل کی ضرورت ہے صرف معلومات حاصل کر لینا کافی نہیں ہے۔

ذمہ داران مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کی جانب سے تمام دعاۃ اور مہمانوں کے لئے ناشتے اور دونوں وقت کے کھانے اور چائے وغیرہ کا بہت عمدہ انتظام تھا اور ان کی مہمان نوازی قابل تعریف تھی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔آمین

پروگرام کے اختتام پر دورۂ تدریبیہ کے سبھی شرکاء کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی جانب سے اہم دینی کتابوں کا ایک سیٹ اور ایک ایک بیگ تحفے میں پیش کیا گیا نیز صبح ان کی آمد پر ہر ایک کو ایک فولڈر دیا گیا تھا جس میں لکھنے کے لئے کاپی قلم موجود تھا۔

پروگرام ائمہ ودعاۃ کی حاضری اور خطابات ومحاضرات کی اہمیت کے اعتبار سے الحمدللہ پوری طرح کامیاب رہا ہے۔اس میں تقریباً دوسو سے زائد مساجد ومکاتب اور دعوتی اداروں کے تقریباً تین سو ائمہ ودعاۃ نے شرکت کی اور بعد نماز مغرب عوام کی ایک بڑی تعداد شریک اجلاس تھی جس میں مسجد کے بالائی حصے میں خواتین بھی بھاری تعداد میں موجود تھیں۔ تقبل الله الجهود ورزقنا الاخلاص في القول والعمل۔

آئینۂ جمعیت وجماعت

جماعتی خبریں

دفتر صوبائی جمعیت

اناللہ واناالیہ راجعون

13/ اکتوبر 2016 کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی شیخ سرفراز صاحب فیضی کے بڑے بھائی جناب نثار صاحب کے ساتھ جسم وروح کو جھنجھوڑ دینے والا حادثہ پیش آیا، قریب ایک بجے کا وقت تھا، نثار بھائی گھر سے باہر تھے، گھر میں ان کی بیوی اور 6 بچے تھے کہ اچانک گھر منہدم ہوگیا جس میں نثار بھائی کے پانچ بچوں کی وفات ہوگئی اور ایک لڑکا اور بیوی شدید طور پر زخمی ہوگئے اناللہ واناالیہ راجعون.

نثار بھائی کے کل 9 بچے تھے، حادثے کے وقت 3 بچے باہر تھے، متوفی اولاد کے نام مع عمر درج ذیل ہیں:

(1) رشدیٰ حنا (16 سال)   (2) اسامہ (14 سال)
(3) علی (5 سال)   (4) اریبہ صدف (2.5 سال)
(5) عفیفہ شفق (8 مہینے)

پانچوں بچوں کی نماز جنازہ نوپاڑہ قبرستان باندرہ ایسٹ میں بعد نماز مغرب ادا کی گئی جس میں جماعت کی کثیر تعداد موجود تھی، ذمہ داران جمعیت نے بھی شرکت کی.

شیخ سرفراز فیضی اور نثار بھائی کے اس غم میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر شیخ عبدالسلام صاحب سلفی، نائب امیر شیخ محمد مقیم صاحب فیضی، جمعیت کے دیگر ذمہ داران واراکین اور علماء ودعاۃ اور ملازمین سب کے سب برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ پانچوں بچوں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے اور ان میں سے جو زیر علاج ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل عاجل عطا فرمائے۔ (آمین)

ماہانہ اجتماع:

بتاریخ ۱۲/اگست ۲۰۱۶ء بروز جمعہ بعد نماز عصر تا عشاء بمقام دارالقیمہ مسجد، عیدگاہ روڈ، بھیونڈی میں جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کے زیر اہتمام ماہانہ اجتماع زیر صدارت فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ منعقد ہوا۔ جس میں بھیونڈی اور ممبئی کے معزز علماء وخطباء نے شرکت کی ۔ پہلے مقرر فضیلۃ الأخ نجیب بقالی حفظہ اللہ نے نوجوانوں کے کردار سورۃ الکھف کے حوالے سے گرانقدر نصیحتیں فرمائے۔ آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ ''جب کسی قوم کے نوجواں بیدار ہوجاتے ہیں اور صحیح معنوں میں اللہ کی ذات پر ایمان لے آتے ہیں تو اپنی قوم کے لئے ترقی کا ذریعہ ہوتے ہیں اور وہ قوم ہمیشہ اپنی ترقی کے منازل طے کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ دنیا میں وہ ایک ابھرتی ہوئی اور ترقی یافتہ قوم ہوتی ہے'' دوسرے مقرر فضیلۃ الشیخ شعبان صفوی حفظہ اللہ نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کی اہمیت وفضیلت پر کتاب وسنت کی روشنی میں خطاب فرمائے آپ نے دوران تقریر فرمایا ''ہم اللہ کے راستے میں وہی چیز انفاق کرتے ہیں جو ہمارے استعمال کے لائق نہیں ہے حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہم اللہ کے راستے وہی چیز دیں جو ہمیں بہت زیادہ محبوب ہو''۔ تیسرے مقرر فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ نے ''أثرات توحید'' پر بہت ہی مختصر خطاب فرمایا۔ آپ کا بیان بڑا ہی اچھوتا تھا دوران تقریر کہا کہ ''أثرات توحید کا نتیجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ اللہ کی مطیع فرماں بردار ہوجائے''۔ مختصر وقفے کے بعد پہلی نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔ دوسری نشست بعد صلاۃ مغرب منعقد ہوئی۔ جس میں پونے کے داعی ومبلغ فضیلۃ الأخ ابوزید ضمیر حفظہ اللہ نے ''أسلوب دعوت أسوہ ابراہیمی کے تناظر میں'' جیسے اہم موضوع پر خطاب فرمایا، دوران خطاب آپ نے فرمایا کہ ''دعوت کا اسلوب یہ کہ نرم لہجہ، پیار وشفقت کی باتیں اور ہر طرح

کی مصیبتیں برداشت کرنے کی طاقت ہو اور دعوت سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع کی جائے''۔ اجتماع کی آخری کڑی فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ تھے ولولہ انگیز اور خطیبانہ انداز میں مسجد آنے والوں کے فضائل وفوائد پر کتاب وسنت کی روشنی میں خطاب فرمائے۔ یہ سلسلہ عشاء تک بڑے دلچسپ انداز میں چلتا رہا۔ نظامت کی ذمہ داری فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمن سلفی حفظہ اللہ نے سنبھالی۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران اور علماء و دعاۃ کی اس ماہ کی دعوتی وتبلیغی سرگرمیاں:

صوبائی جمعیت اہل حدیث کے امیر شیخ عبد السلام سلفی ۔حفظہ اللہ۔ نے 9/اکتوبر بروز اتوار صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذریعے منعقد ہونے والے پروگرام" دورہ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ" میں شرکت کی، امیر محترم پورے دن پروگرام میں موجود رہے اور پروگرام کے آخر میں اپنے صدارتی کلمات میں حاضرین سے خطاب کیا، 21/اکتوبر کو آپ کا بھساول اور راویر میں خطاب عام ہوا اور 23/اکتوبر کو آپ نے پونہ کا دعوتی دورہ کیا اور اراوڑھا میں خطاب عام کیا۔

صوبائی جمعیت کے نائب امیر شیخ محمد مقیم فیضی ۔حفظہ اللہ۔ نے 9/اکتوبر بروز اتوار جمعیت کے ذریعے منعقد ہونے والے پروگرام" دورہ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ" میں شرکت کی اور بعد نماز عصر قرارداد وتجاویز پیش کیں، 14/اکتوبر کو آپ نے روزنامہ انقلاب کے دفتر پر کامن سول کوڈ کے موضوع پر ہونے والے مباحثے میں شرکت کی،

16/اکتوبر کو آپ نے نوساری (گجرات) کا دورہ کیا اور جاوید احمد غامدی نیز دیگر منکرین حدیث سے متاثر افراد کے ساتھ ایک دعوتی نشست کی اور بعد نماز مغرب اون پاٹیہ کی مسجد اہل حدیث میں خطاب عام کیا اور 30/اکتوبر کو سرسی (کرناٹک) میں حج وعمرہ کے موضوع پر ہونے والے اجلاس میں خطاب عام کیا۔

شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی ۔حفظہ اللہ۔ نے 13/اکتوبر کو پوار بستی پونہ کی جامع مسجد اہل حدیث میں اور 16/اکتوبر کو مسجد اہل حدیث کونڈوا (پونہ) کی مسجد اہل حدیث میں خطاب کیا، 22/اکتوبر کو آپ نے میرا روڈ (ممبئی) کی جامع مسجد اہل حدیث میں خطاب کیا، 23/اکتوبر کو کلمبولی کی جامع مسجد اہل حدیث دارالسلام میں خطاب کیا اور 30/اکتوبر کو نیرول کی مسجد اہل حدیث (اقراء دی ٹروتھ) میں خطاب کیا۔

شیخ کفایت اللہ سنابلی ۔حفظہ اللہ۔ نے 15/اکتوبر کو وکھرولی (ایسٹ) کی مسجد عمر فاروق میں خطاب کیا، 16/اکتوبر کو ملاڈ (ایسٹ) کی مسجد عمر میں خطاب کیا، 22/اکتوبر کو وکھرولی (ایسٹ) کی مسجد عمر فاروق میں، اور 23/اکتوبر کو ہلاؤ پل (کرلا ویسٹ) کی مسجد سلفی سوسائٹی میں مختلف موضوعات پر خطاب کیے۔

نیز 24/اکتوبر کو نارائن نگر (کرلا ویسٹ) میں شیخ کفایت اللہ سنابلی اور شیخ کمال الدین سنابلی نے ایک پروگرام کیا جس میں شیخ کمال الدین سنابلی نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی اور شیخ کفایت اللہ سنابلی نے شروع میں منہج سلف کے بارے میں کچھ بنیادی باتوں پر روشنی ڈالکر حاضرین کے سوالوں کے جواب دیے۔

شیخ کمال الدین سنابلی ۔حفظہ اللہ۔ نے 1/اکتوبر کو مومن پورہ (ممبئی) کی جامع مسجد اہل حدیث میں خطاب کیا اور 2/اکتوبر کو ملاڈ کی مسجد حمزہ میں خطاب کیا، 11/اکتوبر کو مسجد اہل حدیث فیت والا کمپاؤنڈ (کرلا ویسٹ) میں اور 15/اکتوبر کو مسجد عمر (نارائن نگر، کرلا ویسٹ) میں خطاب کیا، 16/اکتوبر کو ملاڈ (ایسٹ) کی مسجد عمر میں، 21/اکتوبر کو الہاس نگر 1 کی مسجد اہل حدیث میں، 23/اکتوبر کو اسلامک انفارمیشن سینٹر (کرلا ویسٹ) میں، اور 29/اکتوبر کو مسجد عمر فاروق (نارائن نگر) میں مختلف موضوعات پر خطاب کیے۔

نیز صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے پروگرام" دورہ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ" میں جمعیت کے تمام علماء ودعاۃ اور ملازمین نے پوری ذمہ داری کا ثبوت دیا اور اللہ کے فضل وکرم سے یہ پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ ☆☆☆

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
November 2016

صوبائی جمعیت کی سرگرمیاں

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمدللہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشرواشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ہرماہ الجماعہ کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

Published by :
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.
Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com